لینصرن اللہ من ینصرہ

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

کے

نویں سالانہ جلسہ

منعقدہ

۲۴-۲۵-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء بمقام لاہور

کی روئداد

حسب الارشاد

عالیجناب سید محمد محسن شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ لاہور

آنریری جنرل سکرٹری آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

مرتبہ

منشی محمد الدین فوق - ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور

(مطبوعہ جامع سٹیم پریس لاہور - باہتمام لالہ السرداس پرنٹر)

تعداد اشاعت :........

قیمت فی جلد :........

خلاصہ اغراض و مقاصد آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

الف :۔ اہلِ خطہ نادار طلباء کو وظائف دینا ؛

ب :۔ مسلمانانِ کشمیر کی تعلیمی ترقی کے لئے ابتدائی مکاتب کا جاری کرنا ۔

ج :۔ رسوماتِ بد کی اصلاح کرنا ؛

د :۔ مسلمانانِ کشمیر کو اصلاح طرزِ معاشرت و تہذیب اخلاق اور تحصیل علوم دینی و دنیوی اور باہمی اتفاق و اتحاد کا شوق دلانا ۔ اور ان کی ترقی و بہتری کے وسائل پیدا کرنا ۔

قواعد و ضوابط آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

الف :۔ قوم کا ہر فردِ بشر خواہ وہ غریب ہو یا امیر اس کانفرنس کا ممبر ہو سکتا ہے ۔

ب :۔ ہر ممبر کو ۲ روپیہ سالانہ چندہ ضروری دینا ہو گا ۔ کم استطاعت صاحب ایک روپیہ عطا کر کے وزیٹروں میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ اور صاحبانِ وسعت جس قدر زیادہ کانفرنس کو عطا فرماویں ۔ وہ اُن کی شان کے لائق ہے ؛

ج :۔ ہر ایک بہی خواہ قوم اور ممبر کا فرض ہو گا ۔ کہ وہ اغراض و مقاصد کانفرنس کی تکمیل میں دل و جان سے کوشش کرے ؛

نیازمند

سید محسن شاہ بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ ۔ لاہور

آنریری جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

اجلاس نہم آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

بمقام لاہور منعقدہ ۲۴-۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء

(۲۴ اپریل کے اجلاس کی کیفیت)

مقامِ جلسہ درگاہ حضرت شاہ محمد غوثؒ (واقعہ بیرون دروازہ دہلی) کے عقب کے باغ میں جلسہ کا پنڈال قناتوں اور سائبانوں سے نہایت عمدہ سجایا گیا تھا۔ پنڈال اس قدر وسیع تھا کہ اس میں دس بارہ ہزار آدمی بآسانی آسکتے تھے۔ مہمانوں کے قیام اور اُن کی خوراک کا انتظام بھی ساتھ ہی کیا گیا تھا۔ تاکہ آمدورفت میں تکلیف نہ ہو۔ جلسہ کے باہر کتب فروشوں۔ اخبارات کے ایجنٹوں اور عام سودا سلف بیچنے والوں کی خوب چہل پہل تھی ٭

آغازِ جلسہ نماز ظہر کے بعد پنڈال میں لوگ آنے شروع ہوئے۔ اکثر اضلاع کے مہمان صبح ہی سے آگئے تھے۔ سٹیج نہایت شاندار تھا۔ سٹیج پر سوائے صاحب صدر کے سب لوگ فرش پر بیٹھے تھے۔ جو نہایت سکلّف تھا۔ سب سے پہلے ایک طالب علم مولا بخش نامی نے نہایت خوش الحانی سے قرآنِ کریم کی تلاوت کی۔ پھر محمد صدیق نعت خواں نے اپنے خاص لہجہ میں ایک دل ہلا دینے والی نعت پڑھی ٭

صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کا ایڈریس بعد ازاں استقبالیہ کمیٹی کے صدر ہماری قوم کے محترم بزرگ حاجی شمس الدین صاحب میر سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے جلسہ کے مجمع عظیم میں اپنا پُر زور اور جامع اور پُراز معلومات ایڈریس پڑھا

جس میں وضاحت اور آزادی اور دلیری کے ساتھ ہندوستان کے بہشت خطۂ کشمیر کی تعلیمی و تمدنی پستی اور اس کی ملکی و ملّی ضروریات اور مسلمانوں کی پامالیٔ حقوق کا موثر پیرایہ میں ذکر کیا۔ جب آپ نے اپنے پُر درد ایڈریس میں ریاست کشمیر اور بالخصوص وادیٔ کشمیر کے گیارہ لاکھ بے زبان مسلمانوں کے ساتھ حکام کے جابرانہ و غیر ہمدردانہ سلوک کی دل ہلا دینے والی کیفیت بیان کی۔ جس کا مفہوم یہ تھا ؎

دیکھنا ہو گر کبھی جنت میں دوزخ کا سماں　　خطۂ کشمیر بھی دیکھ اور کشمیری بھی دیکھ

تو اکثر لوگ آبدیدہ ہو گئے۔ جب شالی کے مجوزہ اور مالیۂ نوتوڑ کی سختیوں اور اہلِ کشمیر کی بیکسی کا ذکر آیا۔ تو چاروں طرف سے شیم شیم (شرم۔ شرم) کے نفرت آفریں اور اظہارِ ناراضگی کے نعرے بلند ہوئے۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ ۱؎

تحریک صدارت حاجی صاحب کی طرف سے

ٹھیک چار بجے آپ کا ایڈریس جس نے تمام پنڈال میں ایک جوش پیدا کر رکھا تھا۔ ختم ہوا۔ خاتمۂ تقریر کے ساتھ ہی آپ نے میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس و سوداگر ادویات امرتسر کے صدر بنائے جانے کی الفاظ ذیل میں تحریک کی۔ میاں صاحب کے متعلق کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں ہے۔ جس ہمدردِ ملت اور محترم بزرگِ قوم نے کمیٹی کی استدعا پر صدارت کو منظور فرمایا۔ وہ محتاج اس بات کے نہیں ہیں۔ کہ میں آپ سے اُن کا تعارف کراؤں ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

میاں فیروزالدین صاحب پر نہ صرف ہماری برادری کو بلکہ تمام مسلمانوں کو فخر ہے۔ وہ ہمارے مایۂ ناز ہیں۔ جب سے ہماری برادری نے قومی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ وہ خندہ پیشانی اور فراخ دلی اور وسیع الخیالی سے ان میں برابر کے شریک و ہمدرد رہے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کو ان کی ذات سے بیشمار فوائد پہنچے ہیں اور انشاءاللہ پہنچتے رہیں گے۔ امرتسر کی تمام قومی تحریکیں ان کی شرمندۂ احسان ہیں۔ ایسے تنگ وقت میں جب کہ

ارکین کانفرنس بخوبی جانتے ہیں۔میاں صاحب نے ایسی ذمہ داری کو قبول کرلیا۔ہم ان کے نہایت شکر گذار ہیں ÷

تائید صدارت ڈاکٹر کچلو کی طرف سے

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بی۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی بیرسٹرایٹ لاء امرتسر نے اس تحریک کی تائید فرمائی۔ اور کہا۔برادرانِ ملت! یہ میرا خوشگوار فرض ہے۔کہ میں اس تحریک کی جو حاجی صاحب نے کی ہے۔تائید کروں۔حاجی صاحب کو جو پُرانے تجربہ کار ہیں! خوب معلوم ہوگا۔کہ چندہ کس طرح وصول کیا جاتا ہے۔اور کن دِقتوں سے وصول چندہ میں کامیابی ہوتی ہے۔آپ نے ڈھونڈھ کر کانفرنس کی صدارت کیلئے ایسا آدمی تلاش کیا ہے۔جو دل کھول کر چندے دیتا ہے۔اور جس کو قومی کاموں میں امداد دیتے ہوئے ایک خاص لذّت محسوس ہوتی ہے۔میاں صاحب انجمن اسلامیہ امرتسر کے بانیوں میں سے ہیں۔یہ انجمن ایک زمانہ میں معرضِ خطر میں تھی۔ساڑھے تین ہزار روپے دیکر آپ نے انجمن کو اس خطرہ سے بچایا۔سید محسن شاہ صاحب کی مردم شناسی قابلِ تحسین ہے جنہوں نے ایسے فیاض۔ہمدرد اور مخیّر بزرگ کو کانفرنس کی صدارت کے لئے انتخاب کیا ہے ÷

میں میاں صاحب کے دیگر اوصاف کے علاوہ اس وقت ان کی صرف بے نظیر اخلاقی جُرأت کی تعریف کروں گا۔ہماری اخلاقی حالت ایسی گر گئی ہے۔اور ہماری رُوح اِسقدر مُردہ ہوگئی ہے۔کہ مجھے شرم آتی ہے۔کہ میں بھی اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرسکوں۔ہم مسلمان ہیں مگر بدنام کنندہ مسلمان ہیں۔ایسے پُرآشوب زمانہ میں اگر کوئی اخلاقی ہمت وجُرأت رکھنے والا مسلمان نظر آجاتا ہے۔تو طبیعت بشّاش ہوجاتی ہے۔میاں فیروزالدین ایسے لوگوں میں ہیں۔جنہوں نے ایامِ مارشل لا کے واقعات پر نہایت جُرأت کے ساتھ کانگریس کمیٹی کے سامنے اپنا بیان دیا ہے۔ہر چند ان پر ناجائز دباؤ

ڈالنے کی بہت کچھ کوشش کی گئی - مگر ان کا طرزِ عمل قابلِ تقلید رہا ہے - ہمیں واجب ہے - کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کی تعمیل و پیروی کریں - اور سچے اور سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں - ہم اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈریں - ہمیں من حیث القوم موقع دیا گیا ہے - کہ ہم ان کی خدمات کا اعتراف کریں - اس لئے کہ ان سے بہتر آدمی ملنا مشکل ہے ٭

تائید مزید میاں حسام الدین صاحب سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانانِ امرتسر آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر امرتسر نے مزید تائید کرتے ہوئے کہا - حاجی صاحب کی تحریک اور ڈاکٹر کچلو صاحب کی تائید کے بعد مزید تائید کی ضرورت نہ تھی - مگر میں میاں صاحب کی اُن خدمات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - جو انہوں نے اپنی برادری کے متعلق دلی شوق سے کی ہیں - پندرہ سال سے آپ انجمن کشمیری مسلمانانِ امرتسر کے صدر ہیں - انہوں نے ہر موقع پر اپنی برادری کی امداد کی ہے - جب امرتسر میں کشمیری کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا تھا - تو آپ نے بیش قیمت امداد دی تھی - آپ کا وجود عوام کے لئے اور خصوصاً مسلمانانِ امرتسر کے لئے باعثِ فخر ہے - بابو حیدر محمدؐ صاحب ہیڈ کلرک ریلوے فیروزپور نے بھی تائید میں چند الفاظ کہے - جب تحریک و تائید ہو چکی - تو مسرّت آمیز تالیوں اور اللہ اکبر کے پُر جوش نعروں میں جناب میاں صاحب کرسیِ صدارت پر رونق افروز ہوئے ٭

خادم صاحب کی رباعیات منشی غلام محمدؐ صاحب خادم زینہ کو مالک ہر دو شوہ کشمیر کی رباعیات مشہور و معروف ہیں - وہ ہر موقعہ اور جلسہ پر کوئی نہ کوئی فی البدیہ رباعی پڑھ دیتے ہیں - آپ نے ایک رباعی میاں صاحب اور ایک ڈاکٹر کچلو صاحب کے متعلق پڑھی - رباعیوں کا مسودہ ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا - تاہم میاں صاحب کے متعلق جو رباعی پڑھی گئی تھی - اس کا ایک شعر غالباً حسبِ ذیل ہے سے

ہمارا صدر جو **فیروز دین** ہوتا ہے ۔۔۔ تو اپنی فتح کا ہم کو یقین ہوتا ہے

بعد ازاں گونجتے ہوئے نعروں میں جناب میاں صاحب نے اپنا خطبۂ صدارت پڑھا۔ جو ضمیمہ ۲ میں درج ہے۔ آپ کا لیکچر نہایت مختصر تھا۔ مگر نہایت جامع تمام ضروری اور اہم باتوں کا نچوڑ تھا۔

اجلاس اوّل کی برخاستگی

خطبۂ صدارت کے بعد محمد صدیق صاحب لاہوری نے ڈاکٹر اقبال کی ایک نعتیہ غزل پڑھی۔ پھر سید محسن شاہ صاحب سکرٹری کشمیری کانفرنس لاہور نے اپنی رپورٹ پڑھی۔ جو ضمیمہ ۳ میں درج ہے۔ سکرٹری صاحب نے اپنی دو سالہ رپورٹ بیان کرتے ہوئے اُن مجبوریوں اور معذوریوں کا ذکر کیا جن کی وجہ سے گذشتہ اپریل میں کانفرنس کا اجلاس نہ ہو سکا تھا۔ کانفرنس نے گذشتہ آٹھ سال میں کشمیری مسلمانان پنجاب اور مسلمانانِ کشمیر کی تعلیمی و سوشل حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو کچھ اب تک کیا ہے۔ اسکی تفصیل حاضرین جلسہ نے نہایت دلچسپی۔ توجہ اور خاموشی سے سُنی۔ آپ کے بعد منشی حیدر محمد صاحب ہیڈ کلرک ریلوے نے تجویز پیش کی کہ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا۔ کہ ہم میں سے اکثر بزرگ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ہیں جن کا وجود کانفرنس کے لئے نہایت مفید تھا۔ اُن کے لئے ہم سب کو دعائے مغفرت مانگنی چاہیئے۔ حاجی شمس الدین صاحب نے اِس پر اتنا اور اضافہ کیا۔ کہ کانفرنس کیطرف سے مرحومین کے پسماندگان کے پاس اظہار افسوس کا ریزولیوشن بھیجا جانا چاہیئے۔ چنانچہ دعائے مغفرت بھی مانگی گئی۔ اور یہ تجویز بھی پاس ہو گئی۔ ملاحظہ ہو ریزولیوشن ۱۔

منشی اللہ دیار صاحب جوگی کی نظم صداقت اسلام ضمیمہ ۴ اور ماسٹر ننھو خاں کی تقریر مسئلہ حصول اراضی کے بعد اجلاس اوّل ختم ہوا

مجلسِ شوریٰ

اس سال پہلی مرتبہ برادرانِ قوم کے تبادلۂ خیالات کیلئے مجلسِ شوریٰ

منعقد ہوئی - چنانچہ ½ ۹ بجے شب کے یہ مجلس منعقد کی گئی - باوجودیکہ اس اجلاس میں آنے والوں کی تعداد محدود کی گئی تھی - اور محدود ٹکٹ جاری کئے گئے تھے - تاہم کثرت سے لوگ جمع ہوئے - مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر حاجی شمس الدین صاحب - منشی غلام محمدؐ صاحب خادم - منشی دین محمدؐ صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی پلیڈر گوجرانوالہ - منشی حیدر محمدؐ صاحب ہیڈ کلرک ریلوے - منشی عطا محمدؐ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی پبلک پراسیکیوٹر گجرات مولوی کرم الٰہی صاحب بی - اے وکیل سیالکوٹ - منشی غلام محمدؐ صاحب امرت سری (موچی دروازہ لاہور) پیرزادہ ولی اللہ صاحب مخدومی اور خود سیکرٹری صاحب نے اس مجلس میں تقریریں کیں - زیادہ تر زور اسی بات پر تھا - کہ شادی غمی کی تباہ کن مراسم کو بند کیا جائے - برادرانِ قوم نے نہایت شوق اور دلچسپی سے ان رسومات کی بیخ کنی کئے جانے کی تحریک کی - قریباً ایک بجے رات تک مختلف تجاویز اور قراردادوں پر آزاد خیالی و سرگرمی کے ساتھ بحث ہوتی رہی - اور کانفرنس میں پیش ہونے والے رزولیوشنز کے مسودہ پر بحث ہوکر رزولیوشنز مرتب ہوئے -

۲۵ - اپریل کے اجلاس کی کیفیت

(اجلاس اوّل قبل از دوپہر)

دوسرے روز یعنی ۲۵ - اپریل کو ۹ بجے صبح پھر جلسہ کا آغاز ہوا - پیرزادہ ولی اللہ صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی - مستری اللہ دتہ صاحب ساکن گوجرانوالہ نے نعت پڑھی - اس کے بعد باقاعدہ اجلاس شروع ہوا ٭

پیر ولی اللہ صاحب کی تقریر

سب سے پہلے پیر ولی اللہ صاحب اُٹھے اور کہا اگر کشمیری کانفرنس کے ساتھ آل انڈیا کا لفظ رکھنا ہے - تو ہر شہر ہر قصبہ اور ہر ایسے مقام پر جہاں کشمیریوں کی تھوڑی بہت آبادی ہو - کمیٹیاں قائم کرو - یہ وہ

قوم ہے۔ جو حکومت کشمیر کے ظلم و تشدد کی وجہ سے وطن سے بیوطن ہوئی اور اُسوۂ حسنہ پر چل کر مہاجر کہلائی۔ جس طرح مہاجرینِ اسلام ابتدا میں نہایت تھوڑی تعداد میں تھے۔ اور آخر میں اپنے قوتِ بازو سے تمام عالم پر ابرِ رحمت بن کر چھا گئے تھے۔ اُسی طرح وہ مہاجرینِ کشمیر بھی جو تشددِ وطن کیوجہ سے جنت نظیر وطن کو ترک کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ ابتدائً بے بسی کی حالت میں یہاں پہنچے مگر آج دیکھتے ہو۔ ان کے زور بازو نے انہیں پنجاب کی دیگر قوموں میں کس درجہ تک ممتاز کر دیا ہے ؎

آج تمام قومیں ترقی کر رہی ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقہ اپنی ضرورتوں اور اپنے حقوق کو سنوار رہا ہے۔ اور اپنی آپ اصلاح کر رہا ہے ہمیں بھی ویسا ہی کرنا چاہیئے ہم نے بھی کمیٹیاں بنائی ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ وہ تھوڑی تعداد میں ہیں۔ اور نہایت قلق ہے۔ کہ جس قدر ہیں وہ ابتر ہیں اور اچھی حالت میں نہیں ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ جو انجمنیں موجود ہوں۔ اُن میں رُوح پھونکی جائے۔ جہاں انجمنیں قائم نہیں وہاں قائم ہوں ؎

جہاں سے تم آئے ہو۔ جہاں تمہارے آباؤ اجداد نے صدیاں گذاری ہیں جہاں سے اب بھی باوجود ملک کی حالت ناگوار ہونے کے ہوائے خوشگوار آجایا کرتی ہے۔ اُس ملک بیکس کے گشتگان اس دیارِ مظلوم کے بسملوں کی خبر لینا اور ان کی امداد کرنا تم پر لازم ہے۔ آبادی کا ۹۵ فیصدی حصہ مسلمان ہے لیکن شوئے طالع کا شکار ہو رہا ہے۔

دریاست بالیقیں زائد مسلماں دشمار لیک ازیں کثرت زفتہ قلتِ تقدیر ما

کانفرنس کا وجود اسی امداد اور اسی خبر گیری کا نام ہے۔ کانفرنس قوم کی متفقہ آواز ہے۔ قوم میں اتنی طاقت پیدا ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی آواز عرش پر پہونچا دے اس آواز میں اُس وقت طاقت و قوت پیدا ہو گی۔ جب تم اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی عملاً پیروی کرو گے۔ مسلمان بنو۔ تو سب کچھ کر سکو گے اور

سب کچھ ہو سکیگا ۔

جنگ اور کشمیری مسلمان منشی محمد عظیم صاحب کلرک پلٹن ملتان (حال حیدرآباد سندھ) نے جنگ اور کشمیری مسلمانوں کے متعلق چند الفاظ میں کہا۔ جنگ سے قبل ہم کوشش کرتے تھے۔ کہ ہمیں فوجوں میں بھرتی کیا جائے۔ اور ہمیں حصولِ اراضی میں سہولتیں پہونچائی جائیں۔ ہماری آہ وزاری اور ہماری کوشش بلیغ کا اثر نہ ہوا۔ لیکن جب گورنمنٹ کو خود ضرورت محسوس ہوئی۔ تو ہماری بھرتی کی تمام روکاوٹیں ہٹا دی گئیں۔ کشمیریوں نے فوج میں بھرتی ہو کر نمایاں خدمات کی ہیں۔ اور ان کا صلہ بھی ان کو مل گیا ہے۔ اِس پر ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک شعر پڑھا

؎

وفا کے واسطے میری تلاش ہوتی ہے   کوئی زمانہ میں جب دوسرا انہیں ملتا

خواجہ عبد الرحمان غازی کی پُر جوش تقریر خواجہ عبد الرحمان[ل] صاحب غازی بی۔اے سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لائلپور ہماری برادری کے ایک پُر جوش اور باعمل نوجوان ہیں۔ سب سے پہلے راولپنڈی کے اجلاس کے عظیم الشان مجمع میں ایک تقریر کی تھی۔ دُور بین نگاہوں نے اُسی وقت تاڑ لیا تھا۔ کہ یہ ہونہار نوجوان آگے چل کر قوم کے لئے بہت کچھ مفید ہو گا۔ آپنے اپنی تقریر شروع کرتے ہُوئے فرمایا۔ مخدومی صاحب نے آپ کو پُر جوش پیغامِ عمل سُنایا ہے۔ اور جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا۔ اس کا بہت بڑا حصہ ادا کر دیا ہے ۔

ہمارے حقوق اور ہماری ضروریات کے اظہار کے لئے ہماری کانفرنس قائم ہے۔ اور کانفرنس کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کو ایک قابل اور مستعد سکرٹری ملا ہُوا ہے۔ جو اپنے اثر اور رسوخ سے ہر جگہ سے امداد بھی حاصل کر رہا ہے۔ لیکن

لہ خواجہ صاحب نے عدم تعاون پر عمل پیرا ہو کر ملازمت ترک کر دی ہے۔ خواجہ صاحب پبلک میں اس درجہ ہر دلعزیز ہیں۔ اور قومی کاموں میں اس سرگرمی سے حصّہ لیتے ہیں کہ لائلپور کی پبلک نے آپ کو اپنی میونسپلٹی کا ممبر منتخب کیا ہے ۔

افسوس ہے ابھی تک کانفرنس نے کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا۔ حالات زمانہ بدل گئے ہیں بدل رہے ہیں اور بدلتے رہینگے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو رفتار اس وقت دنیا کی ترقی اور تگ و دو میں چل رہی ہے ہماری رفتار ہمارا پروگرام اس کے مطابق ہے یا نہیں۔ زندہ قوموں کا یہ اصول ہے۔ کہ وہ ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیتی ہیں۔ اور سال دو سال میں اُس کو حاصل کر کے پھر اپنے لئے ایک اور نصب العین مقرر کر لیتی ہیں۔ ہمارا بھی ایک نصب العین ہے۔ اور وہ بہت اچھا ہے۔ لیکن ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم عملاً کام کرنے میں دُوسری قوموں سے بہت پیچھے ہیں ؎

کانفرنس اپنے دو فرائض رکھتی ہے۔ ایک کشمیر سے باہر اور ایک کشمیر کے اندر۔ کشمیر سے باہر جو مقصد ہماری کانفرنس کا ہے۔ اس کو سب جانتے ہیں۔ شادی غمی کی بُری رسومات کی اصلاح۔ جو ضرور ہونی چاہیئے۔ اور بہت جلد ہونی چاہیئے۔ کشمیری مسلمانان پنجاب کی تعلیمی حالت کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔ اور اس کے لئے کانفرنس حسب گنجایش وظائف دے رہی ہے۔ مگر کشمیر کے اندر جو کانفرنس کا مقصد ہے۔ وہ بہت بڑا ہے۔ بہت اہم ہے۔ اور اس کیطرف سب سے زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ ۲۵ لاکھ مسلمان ریاست کشمیر کے اندر رہتے ہیں۔ جو کہلانے کو انسان ہیں۔ مگر ایک عرصہ سے غلامی اور بیکسی کی ذلت آمیز زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم ان کی ذلت کو دُور کرنا اور ان کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے ایک مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہے[۱] ؎

کشمیر کی تاریخ۔ کشمیر کا لٹریچر۔ اعلےٰ کارناموں سے لبریز ہے۔ کشمیر نے بڑے بڑے عالم۔ صوفی۔ متقی اور منطقی و فلاسفر پیدا کئے ہیں۔ وہی کشمیر

---

۱ پنجاب جس کے نُور سے فوراً چمک اُٹھا ؎ یارب کبھی وہ روشنی کشمیر میں بھی ہو۔

جہاں آج اخلاقی حالت ایسی گر گئی ہے۔ کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ایک زمانہ میں آزادی و حریت کا پیغام دوسرے ملکوں کو دیتا تھا۔ کشمیر کی تاریخ اُلٹا کر دیکھو۔ اس میں بڑے بڑے جوانمرد اور مدبر بادشاہ۔ وزیر اور نامور مسلمان نظر آئینگے۔ جو پنجاب کی طرف آئے تو سرہند تک پہنچے۔ اور لداخ کی طرف گئے۔ تو تبت و تاتار تک کو لتاڑ آئے۔ سلف ایسے تھے۔ کہ تاریخوں میں اُن کا نام آبِ زر سے لکھا ہوا ہے۔ خلف ایسے ہیں۔ کہ آج تمام دنیا میں اُن کی ذلت و حقارت اور ان کی پستی اور ان کے افلاس اور ان کی غلامانہ زندگی کی قسم کھائی جا رہی ہے۔ اگر ان لوگوں کو کام کرنے کا موقعہ دیا جائے اگر ان کے حقوق پامال نہ کر دیئے جائیں۔ اگر ان کی صنعت کو زندہ کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔ اگر ان کی تعلیمی ترقی میں خاص کوشش کی جائے اگر ان کو بیگار[ا] اور غلامی سے نجات دلائی جائے۔ تو آج کشمیر جس پر ہر جوان و پیر طعنہ زن ہو رہا ہے۔ پھر مٹا ہوا نام روشن کر سکتا اور اگر مسلمانانِ عالم نہیں تو مسلمانانِ ہند کے لئے نہایت مفید ہستی ثابت ہو سکتا ہے۔ ۲۵ لاکھ افرادِ قوم۔ قوم کا زبردست حصہ ہیں۔ ان کو ضائع نہ کرو۔ چونکہ ہمیں اپنے لٹریچر سے کوئی تعلق اور کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے اسلاف کے کارناموں کا بھی کوئی علم نہیں ہے :

اے برادرانِ قوم! اگر آپ خود کچھ نہیں کر سکتے۔ تو ہمعصروں سے ہی سبق لو۔ امریکہ کا بوڑھا ولسن آرمینیا کے مفروضہ مظالم کے لئے کمر ہمت باندھتا اور باطل کی حمایت کے لئے حق کا ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ کیا آپ حق کی حمایت کے لئے باطل کو ترک نہیں کر سکتے۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے۔ کہ آپ کے ۲۵ لاکھ دینی بھائی آپ کے ہمسایہ ہی میں کیسی المناک زندگی بسر کر رہے ہیں۔

[ا] کشمیر کی بیگار پر یہ شعر یاد آگیا ہے ۔

رکوع و سجدہ درود و سلام بھول گئے ؛ نماز پڑھنے میں بیگار کا سُنا جب نام

کشمیر سے لاکھوں اور کروڑوں روپے محاصل لیا جاتا ہے۔ لیکن اہلِ کشمیر کی ضروریات پر اس میں سے کتنا خرچ ہوتا ہے۔ اور اس میں سے کتنا روپیہ کشمیر کی صنعت کو زندہ کرنے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے۔ پرائمری سکول ریاست میں کثرت سے جاری ہونے چاہئیں۔ مگر اب رفتہ رفتہ ترقی کرنے کی بجائے موٹر چلانے کی ضرورت ہے ؛

مہاراجہ صاحب کی خدمت میں ایک وفد جانا چاہئے۔ جو عرض کرے کہ ۲۵ لاکھ مسلم آبادی کا جو روپیہ آپ کی جیب میں آتا ہے۔ وہ کہاں خرچ ہوتا ہے؟ کسی شخص کا حق نہیں ہے۔ کہ اپنے ملک کا روپیہ ملک کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے صرف کر دے[لے]۔ اگر تم کو مہاراجہ صاحب یا دربار کشمیر سے شافی جواب نہ ملے۔ تو اخبارات میں مضمون لکھو۔ اس کے لئے خاص کمیٹی بناؤ۔ تمام دیسی انگریزی اخبارات میں شور مچا دو۔ ولایت پہنچو۔ تو وہاں بھی اس غرض کو فراموش نہ کرو۔ زمانہ شور پکار کا ہے۔ گورنمنٹ ہند کے پاس جاؤ اور کہو۔ ہمارے ۲۵ لاکھ بھائی مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ آرمینیا کے فرضی مظالم کو پیٹ رہے ہیں۔ کشمیر کے اصلی مظالم کی خبر کیوں نہیں لیتے۔ ہمارے جوہر کشمیر میں مٹے جا رہے ہیں۔ غرض ایک شور مچا دیجئے تمام ہندوستان آپ کے ساتھ ہوگا ۔

بخشے ہے جلوۂ گُل ذوقِ تماشا غالبؔ
چشم کو چاہئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

آپ اپنی آنکھیں کھولیں۔ اپنے پروگرام کو دوسرے پروگراموں کے مطابق بناؤ۔ ٹکے گز کی چال کا اب وقت نہیں ہے۔ نقرہ بریں یہیں تک نہ رہنی چاہئیں۔ سید محسن شاہ صاحب۔ بابو حسیر محمد صاحب بابو عطا محمد صاحب اور دیگر بزرگان قوم کو ہمارا کچھ حقیقی درد ہے۔ تو آج کچھ کر کے

لے خرچ اسکول و مدارس از مسلماں حاصل است ؛ نفع آں حاصل بقوم غیر ہیں تقدیر ما

یہاں سے اُٹھیں ۔

خواجہ عبدالرحمان غازی کی تقریر پر مختلف آرا کا اظہار

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تجویز معقول ہے اس پر جو غور ہو۔ ابھی سے ہو۔ ایک بورڈ بننا چاہیئے

بابو حیدر محمدؐ صاحب۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں کامیابی ہو۔ تو ایک روزانہ اخبار کی ضرورت ہے

آپ کو سوخت غیر کو لذت ۔۔۔ یہ تماشا کباب میں دیکھا

اسلام کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں کشمیری شامل نہوں۔ لیکن جب اپنا موقع آتا ہے۔ تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اخبار ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو ہمارے خیالات کی کافی اشاعت کر سکتا ہے۔ اخبار کے بغیر ہمارے خیالات کا پُرزور اظہار مشکل ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اخبار روزانہ جاری ہو یا کچھ اور ہو۔ یہ سوچنا اس کمیٹی کا کام ہے۔ پبلسی کمیٹی میں اخبار کا معاملہ ہی پیش ہونا چاہیئے جس طرح سرکاری پبلسٹی کمیٹی کوئی موقع اپنے خیالات کی اشاعت کا نہیں جانے دیتی ہے۔ اسی طرح ہماری پبلسٹی کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ بھی اپنے خیالات کی اشاعت میں پوری مستعدی سے کام لیا کرے ۔

سید محسن شاہ صاحب۔ خواجہ عبدالرحمان صاحب نے کہا ہے۔ کہ کانفرنس کشمیر کے لئے عملی کام کم کرتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ کانفرنس کا سب سے بڑا مقصد اہلِ کشمیر کی امداد کرنا ہی ہے۔ جب کبھی کشمیر سے کوئی درخواست آئی ہے۔ ہم نے کبھی اس کو نامنظور نہیں کیا۔ پبلسٹی کمیٹی میں ایک اہلِ قلم سکرٹری کی اشد ضرورت ہے۔ جس کو اپنے فرائض کی بجاآوری کے لئے کافی فرصت ہو ۔

کشمیر پبلسٹی بورڈ کے قیام کی منظوری | ان اظہار خیالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اجلاس

کی متفقہ رائے سے ایک بورڈ بنام کشمیر پبلسٹی بورڈ قایم ہوگیا جس کے سکرٹری سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار "سیاست" لاہور مقرر کئے گئے۔ اس پبلسٹی بورڈ کا مقصد یہ ہوگا کہ کشمیر کے تمام معاملات ملکی۔ تعلیمی تمدنی۔ صنعتی۔ عدالتی وغیرہ کے نقائص بذریعہ لیکچر و اشاعت۔ پبلک و حکام مجاز کے پیش کرے۔ ممبروں میں حسب ذیل نام منتخب کئے گئے۔ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹرایٹ لا و آنریری سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ پیر تاج الدین صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا جائنٹ سکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ لاہور۔ سید محسن شاہ صاحب آنریری جنرل سکرٹری مسلم کشمیری کانفرنس۔ مسٹر دین محمد صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ پنجاب گوجرانوالہ۔ پیرزادہ ولی اللہ صاحب گوجرانوالہ۔ خواجہ عبدالرحمان صاحب غازی بی۔ اے۔ لائل پور*

متفرقات | بعدازاں مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کا وعظ کشمیر ریفارم سکیم اور اس کی تکمیل کے متعلق ہوا۔ جس کو انھوں نے اپنے مشہور و مقبول اندازِ بیان سے ختم کیا۔ مولانا کا وعظ نہایت معنی خیز اور مفید تھا۔ ابوالمعانی منشی تاج الدین احمد صاحب تاج کی نظم عظمت کشمیر نے بھی جو ضمیمہ ۵ میں درج ہے۔ جلسہ میں خاص سماں باندھ دیا تھا۔ اسی دوران میں چندہ بھی ہوتا رہا اور ریزولیوشن بھی جو ضمیمہ ۶ میں درج ہیں پیش ہو کر پاس ہوتے رہے مولوی سید عطاء اللہ صاحب کے لیکچر نے جو مسئلہ خلافت اور مسلمانوں کی

---

[1] یہ پُرجوش نوجوان عالم افسوس ہے۔ آجکل قید فرنگ میں ہے۔ مولوی صاحب کا اندازِ بیان ایسا دلنشین اور دلاویز ہے۔ کہ مجمع کی خاموشی ایک سکتہ کا عالم پیدا کر دیتی ہے۔ آپ کی یادگار میں ایک آزاد قومی ہائی سکول ہے۔ جسکی بہتری و ترقّی کا خیال قید میں بھی آپ کا دامنگیر رہتا ہے۔ آپ نے ضلع گجرات میں نہ مٹنے والا روح پیدا کر دی ہے۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

دردناک حالت کے متعلق تھا۔ مسلمانوں کو نقش بہ دیوار بنا رکھا تھا۔ ہجرت افغانستان کا ان دنوں چرچا تھا۔ اس کے متعلق آپ نے ایک لطیف بات یہ کہی۔ کہ مسئلہ ہجرت اوروں کے لئے شاید مشکل ہو۔ مگر کشمیری تو ازل ہی سے ایک مہاجر قوم ہے۔ جب حکامِ وقت کی طرف سے ظلم وستم ہوتا ہے۔ اور سختیاں اور عقوبتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ تو کشمیری قوم اُس وقت اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا خوب جانتی ہے چنانچہ جب کشمیر میں سختیوں کا دور دورہ ہوا۔ اور مسلمانوں کو اپنی جان و آبرو خطرہ میں نظر آئی۔ تو وہ ہجرت کر کے پنجاب میں آ گئے۔ اور ایسے ہی کسی دوسرے موقعہ پر ایک مہاجر قوم کے لئے ہجرت کرنا چنداں دشوار نہیں ہے۔ قریباً ایک بجے دوپہر کے یہ اجلاس ختم ہوا +

(اجلاس دوم بعد از دوپہر)

چندہ کی میزان | کھانا کھا چکنے کسی قدر آرام کرنے اور نمازِ ظہر پڑھنے کے بعد شمعِ حبِ وطن کے پروانے پھر پنڈال میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ بقولِ شاعر ؎

شمعِ وطن کے پروانوں میں اور لگن کچھ ہو کہ نہو۔
جل بجھنا تو سیکھ لیں آکر قومی آتش خانوں میں

منشی غلام محمد صاحب خادم کی نظمیں کشمیر کے مسلمانوں کی عام جہالت اور بعض پیرزادگانِ کشمیر کی نفس پروری کا صحیح فوٹو پیش کر رہی تھیں بہت سے رزولیوشنز اس آخری اجلاس میں پاس ہوئے۔ رقم چندہ کی تعداد چودہ ہزار روپیہ ہے۔ جس میں وظائف فنڈ کے لئے پانچہزار روپیہ کا اعلان جناب منشی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے سینئر سب جج لاہور نے ونثار ے خان بہادر خواجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) آپ کے گرفتار و قید ہونے پر تمام ہندوستان و پنجاب میں اظہار ناراضگی کے جلسے ہوئے۔ آپ آزادی و حریت کا مجسمہ ہیں اور ۱۳ کی حقیقی تصویر ہیں۔

الہ بخش صاحب مرحوم سابق پریزیڈنٹ کانفرنس منعقدہ جہلم کی طرف سے بیاد گار خان بہادر صاحب مرحوم کیا۔ اور دو ہزار چار سو روپیہ کا اعلان صاحب صدر جلسہ ہذا جناب میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر امرتسر کی طرف سے کیا گیا۔ ایک ہزار کا اعلان برادر گوجرانوالہ کیطرف سے مسٹر عطا محمد صاحب سرکاری وکیل گجرات نے کیا۔ پانچ سو روپیہ میاں نظام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم لاہور کیطرف سے پیش ہوا۔ باقی رقوم متفرق طور پر پیش ہوتی رہیں۔ منشی محمد حفیظ صاحب سپرنٹنڈنٹ آرٹ آفس شیراز (ایران) نے ۵ سو روپیہ معرفت منشی نذیرالدین صاحب کلرک ہائیکورٹ پنجاب عطا فرمایا۔ چودہ ہزار کا چندہ شاید دوسری قوموں کے سالانہ جلسوں کے چندوں کے مقابلہ میں کچھ زیادہ اہمیت نہ رکھتا ہو۔ لیکن جن حالات و مشکلات سے اس وقت مسلمان گذار رہے ہیں۔ اور پشمینہ کے کاروبار کو زوال پہونچنے اور جنگ کی پیدا کردہ دشواریوں کی وجہ سے جن حالات میں اسوقت کشمیری مسلمان مبتلا ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ چندہ بسا غنیمت بلکہ نعمت غیر مترقبہ ہے*

جلسہ میں بعض اور اصحاب کی تشریف آوری

اکثر غیر کشمیری ہندو مسلمان اصحاب بھی اس جلسہ میں تشریف لاتے رہے۔ ایڈیٹران اخبارات کو بھی اس مرتبہ دعوت دی گئی تھی۔ جن میں سے ہم قاضی فتح محمد صاحب ایڈیٹر اخبار "الداعی" لاہور پنڈت ودیا رتن صاحب پاراشر ایڈیٹر برہمن سماچار لاہور اور ہمارے ہم وطن قدیم پنڈت گوپی ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار عام لاہور خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ سکرٹری صاحب کانفرنس نے پنڈت صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ اور اُمید ظاہر کی کہ پنڈت صاحب کشمیری ہونیکی حیثیت سے کانفرنس کے اغراض و مقاصد کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرینگے۔ پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے اس کے جواب میں ایک پُرزور اور پُرجوش تقریر کی۔ جو ضمیمہ ے

میں درج ہے۔ اس تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ اکثر رزولیوشن کشمیر کی ہندو (پنڈت) آبادی کے بھی حسب حال ہیں۔ اس لئے کہ بعض غیر ملکیوں کے غیر ہمدردانہ سلوک کے باعث کشمیر کے خالص ہندو مسلمان ایک ہی کشتی پر سوار ہیں÷

پنڈت صاحب کی اس تقریر کے ماحصل کے متعلق ان چند اشعار کا اندراج غالباً بے محل نہ ہوگا

ہر کہ از ہندوستاں آید برائے انتظام — او چہ مے داند صواب نیکی و تقصیر ما
گر مسلماں ور بود ہندو مساوی ہست آں — ہیچ نفع راندید از ہندیاں کشمیر ما
حل و عقد ماست اندر پنجۂ نامحرماں — زیں سبب دوست آناں ہست داور و گیر ما

اختتام جلسہ آج کا جلسہ جو آخری دن کا جلسہ تھا۔ نہایت بارونق تھا۔ اور نہایت خوبی و کامیابی سے اختتام کو پہنچا۔ اور دعائے خیر کے بعد برخاست ہوا÷

معذرت مرتب رپورٹ ہذا کی طرف سے ۲۴-۲۵-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا ناںواں سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ اس کی رپورٹ زیادہ سے زیادہ چار پانچ ماہ تک چھپ جانی چاہیئے تھی۔ لیکن نہایت ندامت کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ کہ بہت دیر اور نہایت غیر معمولی تاخیر ہوگئی ہے۔ دوران جلسہ میں بعض ایسے متفرق کام میرے سپرد تھے۔ کہ میں جلسہ میں مسلسل طور پر حاضر نہیں رہ سکا۔ حالانکہ مکمل رپورٹ حاصل کرنے کے لئے مجھے ایک منٹ کے لئے بھی جلسہ سے غیر حاضر نہ ہونا چاہیئے تھا۔ رپورٹ اس قسم کی دردسری ہوتی ہے۔ کہ بہت کم لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی اور نے یہ ذمہ نہیں اٹھایا۔ بہت سی باتیں ہیں۔ کہ عدم موجودگی کیوجہ سے نوٹ نہیں کر سکا۔ خصوصاً جو تقریریں قراردادوں (رزولیوشنز) کو پیش و پاس کرتے وقت محرک و مؤید حضرات کیطرف سے ہوتی رہی ہیں۔ وہ نہایت ضروری اور نہایت مفید اور معلومات

کا خزانہ نہیں ۔

علاوہ ازیں اگست و ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں راقم الحروف کوہستان جموں کی سیر و سیاحت کو چلا گیا۔ واپسی پر کام کا بوجھ۔ تصنیفات کا شغل۔ نامکمل رپورٹ سے بیدلی۔ خرابیٔ صحت کی دائمی شکایت کیساتھ اب ضعفِ بصر کا اضافہ اس پر اخباری مصروفیتیں اور تفکرات ؎

غم مطبع و کاغذ و کاتب وقنا ربنا عذاب النار

سکرٹری صاحب کے زبانی و تحریری تقاضے بدستور جاری تھے ۔ مگر اسی دوران میں مَیں نے اپنی ایک تصنیف "تاریخ حریتِ اسلام" پر نظرِ ثانی شروع کر دی۔ اور اس کے از سرِ نو مرتب کرنے اور چھپوانے میں مجھے مارچ سنہ ۱۹۲۱ء تک اس قدر مصروف رہنا پڑا۔ کہ مَیں نے اخبار کا چارج بھی اپنے ایک دوست کے سپرد کر دیا۔ اِس سے فارغ ہونے پر جب میں نے کام کرنا چاہا۔ تو اپنے آپ کو اس کے ناقابل پایا۔ چنانچہ اب تک میری صحت نادرست ہے۔ تبدیلیٔ آب و ہوا اور چند دن آرام کرنے کی خاطر کشمیر جانے کا ارادہ ہے ۔

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے اس بوجھ سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ جو کچھ حاضر ہے۔ اس کو قبول فرمائیے۔ اگر کانفرنس کے آیندہ سالانہ جلسہ تک یہ کمزور و ناچیز ہستی جسے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے بجا طور پر متحرک ہسپتال کہا تھا۔ صحت کے ساتھ سلامت رہ سکی۔ تو انشاء اللہ اُس جلسہ کی روئداد میں اس روئداد کی کمی کی ساری کسر نکال دی جائیگی ۔

خاکسار

۲۳ مئی سنہ ۱۹۲۱ء — محمد الدین فوق

ضمیمہ نمبر ۱

خطبہ صدر مجلس استقبالیہ آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

از حاجی شمس الدین صاحب سیشن پریزیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی مسلم کشمیری کانفرنس

و سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

حبِ وطن از ملک سلیماں خوشتر

خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

برادرانِ ملت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

ہر چند کہ مجھ میں اس خدمت کے بجا لانے کی اہلیت نہ تھی۔ اور نہ ہے۔ جو برادرانِ ملت سے آپ کے خیر مقدم کے مراسم ادا کرنے کے متعلق میرے سپرد کی ہے مگر لاہور کی معزز برادری نے یہ کام میرے سپرد کر ہی دیا۔ اور میں نے ان کے اس ارشاد کو طوعاً و کرہاً قبول کر لیا۔ کہ لاہوری برادری کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کروں۔ اور آپ کی اس مہربانی کا صدقِ دل سے شکریہ ادا کروں۔ کہ آپ نے برادری کی دعوت منظور کر کے اس مجلس میں شامل ہونے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور اپنی ذاتی ضروریات کو نظر انداز کر کے اپنے بھائیوں کی سود و بہبود کی خاطر اس جگہ جمع ہوئے۔ لہذا میں آپ حضرات کے خوشگوار فرض اور آپ کو اھلاً و سھلاً اور مرحبا کہتے ہوئے دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم آپ کی تشریف آوری اور شمولیت کو موجب برکت کرے۔ اور

برادری کے اس اجتماع کو ہمارے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرات! یہ زمانہ سخت جد و جہد اور تگ و دو کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے۔ کہ جب تک وہ کتاب اللہ کو عملی طور پر مضبوط نہ پکڑینگے۔ اور جناب محمد رسول اللہ (فداہ اُمّی و ابی) صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنے تمام معاملات میں رہبر اور رہنما نہ بنا دینگے۔ اس وقت تک ان کی ترقی کسی نوع کی بھی کیوں نہ ہو۔ متعسر الحصول ہے۔ قرآن مجید جس کی صحیح اور سچی تفسیر سیرۃ نبوی (اسوہ محمودہ محمدیہ) کے سوائے اور کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ اور نہ مل سکیگی۔ کسی مدعا کے حاصل کرنے کے واسطے ان اسباب کے استعمال سے جو اس مدعا کے حاصل ہونے کا صحیح ذریعہ ہوں نہ صرف روکتا ہی نہیں بلکہ ان کے استعمال کی طرف بڑے زور سے توجہ دلاتا ہے۔ اور تمام کامیابیوں کا دار و مدار انسانی کوشش کو قرار دیتا ہے بشرطیکہ کوشش ہدایات اسلامی کی رہبری سے کی جائے ؏

لیس للانسان الا ما سعیٰ و انّ سعیہ سوف یُریٰ ثم یجزٰہ الجزاء الاوفیٰ۔

پس ہمارے لئے لازم ہے۔ کہ ہم اپنے تمام کاموں کے لئے (دین سے تعلق رکھتے ہوں یا دنیا سے) تگ و دو کریں۔ اور تگ و دو کا وہ طریق اختیار کریں۔ جو از روئے مذہب درست ہو۔ ترقی کے ان ذرائع میں سے جو ضروری اور لازمی قرار دئے گئے ہیں۔ سب سے بڑا اور قوی ترین ذریعہ ترقی کا تعلیم ہے۔ جن قوموں نے تعلیم کے فوائد تاڑ کر اس کے حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنے میں سابقت کی۔ وہ میدان ترقی میں گوئے سبقت لے گئیں۔ اور دنیا کے کاروبار کے ہر ایک شعبہ پر انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور ہم ہیں۔ کہ ابھی تک بستر راحت پر نہیں بستر غفلت پر سو رہے ہیں۔ اور اپنی پرانی عظمت اور شان اور اپنے بزرگوں کے بے عدیل کارناموں کی یاد سے نہ صرف اپنے دلوں کو تسلیاں دیتے اور اسلاف کے کارہائے نمایاں اور خدمات ہائے قومی کے قصیدے پڑھ پڑھ کر جاموں میں نہیں سماتے۔ بلکہ ایک دنیا کو للکارتے ہیں۔ کہ ہمارے بزرگ ایسے

اور ایسے تھے۔ بیشک وہ ایسے ہی تھے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اُن کی شان اور عظمت تھی۔ جو ہم نے سمجھ رکھی ہے۔ کیونکہ اگر ان کے کاموں کی ہمارے دلوں میں حقیقی عظمت ہوتی۔ تو ہم بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے۔ اور اُن کے اتباع کی کوشش کرتے ؛

حضرات! وہ زمانہ گیا۔ کہ جو بزرگ اپنے عملی نمونوں سے دنیا پر اپنی عظمت کا سکہ بٹھا گئے ہیں۔ اُن کے فقدان پر اظہار رنج و افسوس کریں۔ اور اُن کے کارناموں کو یاد کر کرکے خود روئیں اور دُوسروں کو رولائیں۔ اب تو وہ زمانہ ہے۔ کہ ہمارے جیسے ناخلف جو رہ گئے ہیں۔ اُن کی حالت پر افسوس اور ماتم کیا جائے۔ ؎

پیش ازیں بر رفتگاں افسوس میخوردند خلق
میخورند افسوس در ایام ما بر ماندگاں

حضرات! جو کچھ میں نے اوپر عرض کیا ہے۔ وہ ایسے امور ہیں۔ جن کا تمام مسلمانوں سے تعلق ہے۔ اب میں چند منٹوں کے لئے اپنا روئے سخن اپنے ملی بھائیوں کیطرف پھیرتا ہوں۔ اور آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کس حالت میں ہیں ؎

کوتاہ صفیرم تقسیم واگذارید
باشد کہ رسد نالہ بفریاد رس ما

ہندوپنجاب میں گو خدا کے فضل سے ہمارے کشمیری بھائیوں کیحالت اچھی ہے۔ اور وہ عزت و آسایش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے بھائی جو اب تک کشمیر میں آباد ہیں۔ اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اور آپ کی کانفرنس اولاً و حقیقتاً انہی لوگوں کی مدد اور دستگیری کے لئے قائم ہوئی ہے۔ گو تبعاً ان ملی بھائیوں کی امداد اور ان کے حقوق کی نگہداشت بھی اس کے مقاصد میں شامل ہے۔ جو مختلف وجوہ سے اپنے اصلی وطن (کشمیر) کو

ترک کرکے سارے ہندوستان میں آباد ہیں ٭

صاحبان ریاست کشمیر کی آبادی بشمول جموں و پونچھ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۱۵۸۱۲۲ ہے۔ جس میں مسلمان تقریباً ۲۴ لاکھ ہیں۔ مگر خاص خطۂ کشمیر کی مسلمان آبادی کا شمار ۱۴۱۷۷۶۷ ہے۔ باقی دوسری قومیں ہیں۔ میں اتنے لاکھ نفوس کی تعلیمی حالت کی نسبت کچھ عرض کروں گا۔ کہ کیسی ہے۔

باشندگانِ کشمیر کی ذہانت۔ اُن کی دماغی قابلیت۔ دستکاری صنعت و حرفت میں ان کا کمال شہرۂ آفاق ہے۔ گو اس وقت اُن کے کمالات کا کوئی منظر نظر نہیں آتا۔ جو محلِ افسوس ہے۔ دورِ زمانہ یا ان کی اپنی غفلت اور لاپرواہی نے جہاں ان کی اور خوبیوں کو مٹا دیا۔ وہاں ان کے ان کمالات پر بھی ظلمت کا پردہ ڈال دیا۔ اور ان کے ان کمالات کی ایسی کساد بازاری ہوئی۔ کہ خدا کی پناہ۔ خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے۔ کہ وہ ایسا وقت پھر لاوے کہ یہ پردہ اُٹھ جاوے اور ان کے کمالات آفتاب کی طرح پھر چمکنے لگیں۔ مگر حضرات یہ تمنا بھی جبھی پوری ہوسکتی ہے۔ جبکہ ہم علم کے جواہرات سے اپنے دامان کو پُر کرنے کی سعی کریں۔ اور سعی کا صحیح راستہ اختیار کریں۔ بلحاظ آبادی مسلمان صرف کشمیر میں ۹۴ فیصدی ہے۔ اور ریاست جموں و کشمیر وغیرہ میں ۷۵ فیصدی۔ اس نسبت کے مقابلہ میں ان کی نسبت کو جو تعلیم میں ہے۔ دیکھا جاوے۔ تو ازحد افسوس اور رنج ہوتا ہے ٭

مدارس پرائمری میں	۱۷۸۴۴	طلباء میں سے	۸۲۹۴	مسلمان یعنی	تخمیناً	۴۹	فیصدی
مدارس مڈل فارسی میں	۱۵۴۷	؍؍	۵۵۱	؍؍		۳۵	؍؍
؍؍ مڈل انگریزی	۴۳۷۶	؍؍	۱۵۰۲	؍؍		۳۴	؍؍
؍؍ ہائی	۳۳۱۰	؍؍	۷۵۳	؍؍		۲۲	؍؍
آرٹس کالج	۴۲۴	؍؍	۳۴	؍؍		۸	؍؍
ٹکنیکل کالج	۱۲۹	؍؍	۳۶	؍؍		۲۸۰	؍؍
کل تعداد	۲۷۵۵۲		۱۱۱۷۳				

مسلمانوں کی تعداد اگرچہ اپر پرائمری سکولوں میں نسبتاً اچھی ہے یعنی تقریباً پچاس فیصدی۔ مگر ہائی میں ۲۷ اور کالجوں میں صرف ۸ فیصدی رہ جاتی ہے۔ اور اس کے برعکس دوسری قوموں کی تعداد ہائی اور کالج میں بڑھ جاتی ہے سوال یہ ہے۔ کہ یہ کمی جو اوپر کے درجوں میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ مسلمانوں کی اپنی بے توجہی اس کا سبب ہے۔ یا کوئی اور وجہ جہاں تک میں نے تحقیق کیا ہے۔ اور جہاں تک میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ اسکی وجہ خاص یہ ہے۔ کہ ابتدائی جماعتوں میں ان مسلمان ملازموں کا اثر ہے۔ جو اُن کے مدرس ہیں۔ اور انہی کیوجہ سے کشمیری مسلمان لڑکے کثرت سے سکولوں میں جاتے ہیں۔ پرائمری کے بعض جماعتوں سے لے کر کالج تک چونکہ بسبب اس کے کہ سٹاف میں اسلامی عنصر کم ہوتے ہوتے معدوم ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان طلبا اس توجہ اور ہمدردی سے جو اُن کے ساتھ ہونی چاہئے۔ محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے قدرتاً ان کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوتی جاتی ہے۔ گو مسلمانوں کی مفلسی بھی ایک حد تک اعلےٰ تعلیم کے حصول میں سدراہ ہوتی ہے۔ مگر کشمیر میں اس سبب کے علاوہ اور اسباب بھی موجود ہیں۔ جن کا برا اثر مسلمانوں کی تعلیم پر پڑ رہا ہے۔ غیر مسلم مدرسین کا ان کی تعلیم کے لئے مقرر کرنا ایسے وقت میں دو کالجوں کا ریاست میں قائم کر دینا جبکہ مسلمان طالب علم مڈل کے درجہ تک بھی نہ پہنچنے پائے تھے۔ مسلمانانِ کشمیر کی تعلیمی پستی کے زبردست اسباب میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔ کالجوں کے ایسے وقت قائم کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت قریباً ایک سو پنڈت گریجوایٹ کشمیر میں ہیں۔ اور مسلمان صرف دو یا تین۔ غیر مسلم مدرس اور پروفیسروں کا مسلمان طلباء کے ساتھ ایسا سلوک نہیں۔ جو ہر ایک مذہب و ملت کے طالب علم کے ساتھ بحیثیت اسکی شانِ طالب علمی کے ہونا چاہئے۔ آپ یہ سن کر سخت حیران ہونگے۔ کہ اکثر حالتوں میں مسلمان طالب علموں کے نام خصوصاً جو پرائمری سکولوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں

مدت تک درج رجسٹر نہیں کئے جاتے۔ اور جب وہ مدرس صاحب کو کسی نہ کسی طرح خوش کر کے ایک عرصہ کے بعد داخل بھی ہو جائیں۔ تو ان کی تعلیم کیطرف وہ توجہ نہیں ہوتی۔ جو ان کا حق ہے۔ بلکہ غایت درجہ سرد مہری سے کام لیا جاتا ہے۔

سکولوں کے اسٹاف میں مسلمانوں کا جو حصہ ہے۔ اس کی دردناک اور طویل فہرست پیش کرکے میں آپ کے رنج کے ازدیاد کا موجب نہیں ہونا چاہتا۔ صرف سرینگر کالج کے اسٹاف کی کیفیت سے آپ اندازہ لگالیں۔ اس کالج میں کل سٹاف پرنسپل سے لیکر نیچے تک سوائے ایک مسلمان کے جو فارسی کے پروفیسر ہیں کل پنڈت اور ہندو صاحبان ہیں لیسے کالج سے لیسے ہمدرد سٹاف کی موجودگی میں جو فائدہ مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہے وہ ظاہر ہے *

صاحبان! ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء کو وہ تمام شکائتیں جو مسلمانانِ کشمیر کے تعلیمی مسئلہ کی نسبت تھیں اور اب تک ہیں۔ مفصلاً و مشرحاً ایک وفد کے ذریعہ جس کے امیر صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب بالقابہ تھے۔ اور جس میں شامل ہونے کی عزت خاکسار کو حاصل ہوئی تھی۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور پیش کی گئی تہیں۔ اور ایڈریسوں میں ان شکایتوں کے دفعیہ کے علاج بھی بتائے گئے تھے۔ جو سب کے سب ازروئے انصاف قابلِ پذیرائی تھے مگر دربار کی طرف سے جو خشک جواب اس معقول ایڈریس کا دیا گیا۔ وہ سخت مایوس کن اور حوصلہ شکن تھا اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ان شکایات کے رفع کرنے کی طرف دربار کو آپ کی کانفرنس توجہ دلاتی رہی۔ اور رزولیوشنوں کی نقول باضابطہ دربار کشمیر کو بھیجتی رہی ہے۔ جو آپ کی کانفرنس کے سالانہ جلسوں میں مسلمانانِ کشمیر کے تعلیمی مسئلہ کے متعلق بالاتفاق پاس ہوتے رہے ہیں *

حضرات! ان مبنی بر انصاف مطالبات کیطرف مہربانی سے دیکھنا تو درکنار آپ یہ سُن کر سخت حیران ہونگے۔ کہ دربار نے آپ کی کانفرنس کی معروضات

پر کوئی توجہ مبذول نہیں کی ۔ اور بعض اوقات ان کی رسید تک ہی نہیں دی ؛

عام طور پر سُنا جاتا ہے ۔ کہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بنفسِ نفیس کمالی درجہ رحمدل اور خلیق ہیں ۔ اور اگر رعایا کی تکالیف کو ان کے سامنے صحیح طور پر پیش کیا جائے ۔ تو وہ اُن کے دُور کرنے کے لئے اپنے اندر تڑپ پاتے ہیں مگر حضور کی رحمدلی کا اثر رعایا کی حالت پر تو بہت کم دکھائی دیتا ہے ۔ البتہ حضور کی رحمدلی اور نیک نفسی کا فائدہ تمام تر ارکانِ دربار کسی نہ کسی رنگ میں ضرور اُٹھاتے ہونگے ۔ کہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر اپنے وزراء کے اس طرزِ عمل سے اپنی رحمدلی کے باعث اغماض فرماتے ہیں ۔ اور مواخذہ نہیں فرماتے ۔ کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ وزراء اس رحمدلی سے فائدہ اُٹھا کر رعایا اور وکلاء رعایا سے جو سلوک چاہتے ہیں ۔ کرتے ہیں ۔ یہ چند امور تو بطور جملہ معترضہ کے دورانِ تقریر میں آگئے ۔ جو خالی از فائدہ نہ ہونگے ؛

حضرات! میں ان تجاویز کا جو ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء کو ایک ایڈریس کے ذریعہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پیش کی گئی تھیں ۔ اور جن پر توجہ اور عمل کرنے سے مسلمانوں کو حصولِ تعلیم میں ایسی مدد مل سکتی تھی ۔ جو ان کا حق ہے کہ ان کو ملے ۔ اعادہ کرنا نہیں چاہتا ۔ شائقین رسالہ کانفرنس نمبر ۳ مرتبہ صاحبزادہ صاحب موصوف ملاحظہ فرمائیں تو ان کو تمام امور کا مفصل علم حاصل ہو جائیگا ۔ مگر اس جگہ ہی بطور اختصار کے ان تجاویز کو بشمول چند دیگر ضروری تجاویز کے بیان کئے بغیر چارہ نہیں ؛

(۱) پرائمری مدارس کی تعداد بڑھائی جائے ۔ اور مدرسین خصوصاً اول مدرس مسلمان رکھے جاویں ۔ اگر مسلمان مدرسین نہ مل سکیں ۔ تو کم از کم ایسے ملّاں ان مدارس میں مقرر کئے جاویں ۔ جو علاوہ قرآن شریف کے اُردو پڑھانے کے قابل ہوں ۔ اور ایسے پیرزادے بکثرت مل سکتے ہیں ۔ اور ان کی تنخواہ موجودہ قحط سالی کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جائے ؛

(۲) مڈل اور ہائی میں اگر ہیڈ ماسٹر ہندو ہے۔ تو سیکنڈ ماسٹر ضرور مسلمان ہو اور آبادی کے تناسب سے مسلمان مدرسین کی تعداد زیادہ کی جاوے +

(۳) سرینگر میں سرکاری ہائی سکول دو ہیں۔ ایک کا ہیڈ ماسٹر ضرور مسلمان ہو۔ اور کالج میں بھی علاوہ پروفیسر عربی فارسی کے ایک دو مسلمان رکھے جاویں۔

(۴) بہ لحاظ آبادی اور مفلسی کے مسلمانوں کے لئے وظائف کی رقم اور تعداد بڑھائی جاوے +

(۵) مڈل اور ہائی میں رقم وظیفہ اس قدر ہو۔ کہ طلباء کو کتب کے خریدنے میں مدد مل سکے +

(۶) کالج میں مسلمانوں کے لئے چند ایک وظائف خاص کر دیئے جائیں۔ جن کی مقدار ایف۔ اے میں کم از کم عہ اور بی۔ اے میں کم از کم للعہ روپیہ ہو +

(۷) مسلمان مدرسین باہر سے منگوائے جاویں۔ جیسا کہ ہندو منگوائے جاتے ہیں۔ چونکہ مسلمان مدرسین کو پنجاب میں ترقی کی زیادہ امید ہے۔ اور وہ تھوڑی تنخواہ پر کشمیر نہیں جانا چاہتے۔ اس لئے اُن کے ساتھ خاص رعایت تنخواہ میں کی جائے۔ تاکہ وہ ریاست میں ملازمت اختیار کریں۔ جب تک کہ کشمیر میں خود مسلمان اعلےٰ تعلیم حاصل نہ کرلیں۔ یہ رعایت کوئی نامعقول یا ناواجب نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی آبادی کشمیر میں ۹۴ فیصدی اور تمام ریاست میں ۷۵ فیصدی ہے۔ اور مالیہ تو تمام مسلمان رعایا ہی ادا کرتی ہے۔ اور تعلیمی ٹیکس کا بوجھ بھی انہی پر ہے۔ چونکہ ریاست اپنی فیاضی سے اپنی رعایا کے لئے پرائمری مدارس وغیرہ کھولتی ہے۔ جن کا خرچ ریاست کے خزانہ سے دیا جاتا ہے۔ اس لئے تعلیمی ٹیکس سے جو رقم وصول ہوتی ہے۔ وہ ان لوگوں کے لڑکوں کی تعلیم پر خرچ کی جاوے۔ جو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ مثلاً ان کے لئے خاص وظائف مقرر کئے جاویں۔ کتابیں دی جائیں۔ اور اگر یا حجت

مسلمان مدرسین کے ساتھ جو پنجاب سے منگوائے جائیں کوئی خاص رعایت تنخواہ میں نہیں کرنا چاہتی۔ تو کچھ رقم اس تعلیمی ٹیکس میں سے جو مسلمان زمینداروں سے وصول ہوتا ہے علیحدہ کی جائے۔ اور پنجاب سے آئے ہوئے مدرسین کو اس میں سے اس قدر پرسنل الاؤنس دیا جائے۔ جو ان کی تنخواہ کی کمی کو پورا کرے۔ اسلامیہ سکولوں کے لئے گرانٹ کی مقدار زیادہ کی جائے۔ اگر ریاست اپنے بجٹ تعلیمی میں زیادہ رقم نہیں دے سکتی۔ تو تعلیمی ٹیکس میں سے ایک معقول رقم امداد منظور شدہ میں اضافہ کرے۔ کشمیر کے اسلامیہ سکولوں کے انتظام کے لئے سررشتہ تعلیم کیطرف سے ایسا انتظام ہو۔ کہ سکول کی تعلیمی و انتظامی حالت خاطر خواہ رہے۔ اور اس غرض حصول کے لئے ان سکولوں کی انتظامیہ کمیٹیوں کے ممبروں میں تعلیم یافتہ اور تعلیمی مسائل کو سمجھنے اور ان میں دلچسپی لینے والے مسلمان حکام شامل کئے جائیں۔ نارمل سکولوں میں خاص وظائف مسلمانوں کیلئے منظور کئے جائیں۔ منسٹر صاحب صیغۂ تعلیم کے دفتر میں دو ایک مسلمان کلرک رکھے جائیں۔ جن میں سے ایک لائق مسلمان کسی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق تجاویز منسٹر صاحب کی خدمت میں بطریق احسن پیش کر کے ان کی توجہ ان تجاویز کی طرف منعطف کراتا رہے۔ میڈیکل کالج میں بھی مسلمانوں کے لئے وظیفے علیحدہ مقرر کئے جائیں۔ کیونکہ اس محکمہ میں مسلمان بہت کم ہیں۔

حضرات! یہ تجاویز ایسی ہیں۔ کہ ہر معقول اور منصف مزاج شخص کو ان کے قبول کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ دربار کشمیر اپنی معقولیت اور انصاف پسندی کا کیا عملی ثبوت دیگا۔ صاحبان مسلمانان کشمیر کے تعلیمی حقوق کے سوائے ان کے چند اور حقوق بھی ہیں۔ جن کا مطالبہ دربار کشمیر سے آپ کی کانفرنس کر رہی ہے۔ مسئلہ بیگار کی جانب متعدد بار دربار کی توجہ دلائی گئی۔ سخت حیرت کا مقام اور کمال درجہ ناانصافی

ہے۔ کہ بیگار کے لئے مسلمان اور صرف مسلمان مخصوص ہو چکے ہیں اور رعایائے کشمیر کی غیر مسلم قومیں جو ریاست کی فیاضیوں اور مہربانیوں سے زیادہ متمتع ہو رہی ہیں بیگار سے معاف اور مستثنےٰ ہیں۔ اس کے علاوہ بیگار کے وقت جو جو مظالم مسلمان زمینداروں پر (اور زمیندار ہیں سارے مسلمان) ڈھائے جاتے ہیں۔ اور جو جو بعزتی اور بے حرمتی کے سلوک ان سے کئے جاتے ہیں۔ وہ ناگفتہ بہ ہیں۔ ان کے فصلوں اور ضروریات کا مطلق لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور محض غیر منصفانہ اصول پر ۱۰۔ آدمیوں کی اگر ضرورت ہوتی ہے۔ تو تحصیلدار صاحب کے حکم سے کم از کم ایک سو آدمی پکڑا جاتا ہے۔ ان میں سے ۹۰۔ آدمیوں کی مطلق العنان تحصیلدار صاحب کے فولادی پنجہ سے جسطرح مخلصی ہوتی ہے۔ اس کے بیان کرنے میں مجھے تامل ہے۔ غرضیکہ ۱۰ کی بجائے ایک سو آدمی کم از کم مبتلائے مصیبت ہو جاتے ہیں۔ سرکاری کاموں کے لئے رعایا سے خدمت لینا اگر جائز بھی سمجھا جائے۔ تو سرکار کا یہ حق رعایا کے ہر ایک فرقہ پر عائد ہونا چاہئے۔ اور ان لوگوں کو ان کی مزدوری پوری پوری ملنی چاہئے جو علی الاکثر نہیں ملتی۔ بیگار کے وقت اس امر کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگ لئے جائیں۔ جن کے فصل وغیرہ کو ان کی غیر حاضری کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اور نہ ان کے دوسرے کاروبار میں کسی طرح کا حرج ہو۔

مسلمانان کشمیر پر گذشتہ سال جو ایک تازہ آفت اور مصیبت دربار کشمیر کے کمال بے انصافانہ حکم سے نازل ہوئی ہے۔ وہ مجوزہ ہے۔ یہ لفظ تشریح طلب ہے کیونکہ محض اس لفظ سے اسکے معنی اور مراد جو دربار نے مقرر کئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتے۔ اس مجوزہ کی نسبت ہمارے قومی آرگن کشمیری میں متعدد مضامین نکل چکے ہیں۔ اور انکا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اور زور کے ساتھ جاری رہیگا۔ جب تک کہ یہ ظالمانہ حکم منسوخ نہ ہو۔

برٹش گورنمنٹ کے دخل سے پہلے کشمیر میں بجائے اس کے کہ معاملہ سرکاری

نقدی میں وصول کیا جائے جیسا کہ برٹش انڈیا میں ہے۔ زمینداروں سے تمہ بٹ لیا جاتا تھا۔ سرکاری آدمی فصل کی حفاظت کرتے تھے۔ اور ریاست فصل کے تیار ہونے پر اپنا حصہ مقررہ لے جاتی تھی۔ اسے بھی مجوزہ کہا جاتا تھا۔ مگر خدا بھلا کرے سر والسٹر لارنس صاحب بہادر کا جنہوں نے کامل تحقیقات کے بعد اس طریق وصول معاملہ کو منسوخ کر کے معاملہ نقد مقرر کیا۔ اور ریاست کے واسطے بہبودی اور خوشحالی تک پہنچنے کے لئے ایک سیدھی اور بے خطا راہ تیار کر کے عملی رنگ میں ریاست کی خیر خواہی کا ثبوت دیا۔ جس کیلئے کشمیری زمیندار اس وقت تک ان کو دعائیں دیتے ہیں۔ تو پھر دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ مجوزہ کیا ہے۔ اور اس کے از سر نو جاری کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اس مسئلہ کے ماله وما علیہ پر اگر غور کیا جائے۔ تو اس تجویز سے مالداروں کو تو بڑا فائدہ پہنچا۔ مگر عام مسلمان اور زمینداروں کو از حد تکلیف ہوئی اور تباہی تک نوبت پہنچی۔ انسداد قحط کے بہانے مجوزہ تجویز کیا گیا۔ ہر ایک زمیندار کے لئے ایک مقدار شالی کی مقرر کر دی گئی۔ اور حکم ہوا۔ کہ یہ مقدار عہ فی خروار کے حساب سے ریاست کو دے۔ اور اپنے خرچ سے فلاں گھاٹ پر پہنچائے۔ مقدار کی تعیین میں اس بات کا مطلق خیال نہیں کیا گیا۔ کہ وزن مقررہ دستیاب زمیندار مہیا بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس قسم کی صدہا مثالیں اخبار میں لکھی گئی ہیں۔ کہ زمینداروں نے جن کے پاس شالی نہ تھی دوسرے زمینداروں سے تین چار بلکہ سات روپے فی خروار شالی خرید کر ریاست کو دی۔ گھاٹ پر پہنچانے کا جو خرچ ہوا۔ وہ علیحدہ ریاست نے عام خریداروں کے لئے عہ فی خروار نرخ فروخت مقرر کیا۔ اور قرار دیا۔ کہ چاول ہر روز روزانہ خرچ کے لئے نہیں دیئے جا سکتے۔ بلکہ چند روز کے خرچ کے لئے اکٹھے۔ اس انتظام سے جو تکلیف عوام بالخصوص بیشہ مسلمانوں کو ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے ان غریب لوگوں کے پاس روپیہ نہیں۔ کہ چند روز کے لئے چاول اکٹھے خرید لیں

اور روزانہ خرچ کے لئے خریدنے کا حکم نہیں تھا یا تو وہ فاقہ رہیں یا چار و ناچار ساہوکاروں سے سودی روپیہ لے کر چند روز کے لئے اناج خریدیں۔ یہ ان کے تباہ ہونے کا ایک اور ذریعہ اس مجوزہ کے مجوزوں کی مہربانی سے نکل آیا۔ اس گہری تدبیر کے جو تلخ نتائج نکلے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس تجویز سے جن کو فائدہ پہنچانا مطلوب تھا۔ اُن کو ضرور پہنچا شہر کے مالدار لوگ جو عموماً اور علی الاکثر غیر مسلم ہیں۔ اس سے فائدہ اُٹھا کر عیش کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اب بعد از خرابی بسیار حکام کشمیر کو اس مجوزہ کی نامعقولیت کا احساس ہوا۔ اور اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ گو کلیتہً وعملاً نہیں۔ کیونکہ جس جس زمیندار کی طرف مجوزہ باقی ہے۔ وہ بڑی سختی سے اب بھی وصول کیا جا رہا ہے کشمیر کے مسلمانوں کے متعلق معاملات تو اور بھی بہت سے ہیں۔ جن کی نسبت میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ مگر چونکہ اس خیر مقدم کے ایڈریس میں گنجایش نہیں۔ اس لئے میں صرف ایک اور امر کی نسبت کچھ کہہ کر اپنے ایڈریس کو ختم کروں گا۔ آپ کے سرگرم اور قابل سکرٹری کی رپورٹ ان تمام امور پر جو مسلمانانِ کشمیر اور ان کے حقوق اور مفاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کی نگہداشت اور حصول کے لئے یہ کانفرنس قائم ہوئی ہے۔ پوری روشنی ڈالیگی ؛

آخری بات جس کی نسبت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ پتھر مسجد سرینگر کا معاملہ جو میرے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس کی طرف کانفرنس کو بیش از بیش توجہ کرنا چاہیئے ؛

ء مطابق ۱۶۲۰ء میں نور جہان بیگم نے پتھر مسجد کی تعمیر کا حکم دیا جو ایک عالیشان پیمانہ پر برلب دریائے جہلم تیار ہوئی۔ سکھوں کے زمانہ میں جہاں اور اسلامی عمارات معرضِ زوال اور خطرہ میں آئیں۔ وہاں پتھر مسجد بھی جس میں شہنشاہ ہند مع امرا و وزراء کے اور لاکھوں مسلمان اپنے معبود حقیقی کے سامنے جبین نیاز رکھ چکے تھے سکھوں کے قبضہ میں آگئی۔ اور انہوں نے

اس خانۂ خدا کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کی تفصیل تو معلوم نہیں۔ مگر جو سلوک اس پاک مقام کے ساتھ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس میں ریاست شالی کا ذخیرہ رکھتی ہے۔ اور اس کے صحن میں پولیس اسٹیشن ہے ۱۹۱۶ء کے وسط میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ ریاست پتھر مسجد کو پکا پولیس اسٹیشن بنانا چاہتی ہے۔ مسجد کی کچھ دیواریں بھی گرادی گئی ہیں۔ اور صحن مسجد میں تھانیدار صاحب کے رہنے کے لئے مکان بن رہا ہے۔ اس خبر پر اخبارات ہندو پنجاب نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور آنریبل رزیڈنٹ بہادر ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اور گورنمنٹ ہند کو اس قدیم اسلامی یادگار کی طرف توجہ دلائی۔ کشمیری کانفرنس کے علاوہ ملک کی دوسری اسلامی انجمنوں نے بھی دربار کے اس فیصلہ کے خلاف آواز بلند کی۔ چنانچہ اس چیلنج و پکار کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مہاراجہ کے حکم سے تعمیر روک دی گئی۔ اور مسلمانوں کو یقین دلایا گیا۔ کہ مسجد کو اپنی اصلی حالت پر بنا دیا جائیگا۔ اور پولیس کی چوکی وہاں سے اُٹھادی جائیگی۔ مسجد محکمہ آثار قدیمہ کے سپرد کر دیگئی۔ اور عنقریب واگذار بھی کر دی جائے گی۔ سوائے اس ایک بات کے کہ عمارت روک دی گئی۔ باقی وعدوں کا ابھی تک ایفاء نہیں کیا گیا۔ پولیس کی چوکی بدستور اُسی جگہ موجود ہے۔ مسجد کی دیوار جو گرائی گئی تھی۔ وہ اپنی اسی منہدمہ حالت میں ہے اور اس پر غضب یہ کہ مسجد میں پھر غلہ رکھنے کی تجویز کی گئی ہے۔ بلکہ بہت سا غلہ اس میں رکھا بھی گیا ہے۔ دربار کشمیر کی یہ بے اعتنائی۔ لاپرواہی بلکہ عین بے انصافی اور وعدہ خلافی سخت افسوس کے قابل ہے۔

کانفرنس تو اس کام کو پورا کر کے رہیگی۔ اور جس طرح بھی ممکن ہوگا۔ اس مسجد کو اُسی کام (عبادت الہی) کے لئے جس کے واسطے یہ تعمیر کی گئی تھی واگذار کرائیگی۔ مگر مسلمانان کشمیر کی غفلت اور ان کے جمود پر کمال درجہ رنج ہے۔ کہ ان کی رگ حمیت جوش میں نہیں آتی۔ اور وہ خود متفق اللسان اور متحد القلب ہو کر خود اس معاملہ کے متعلق کوئی تحریک۔ اور کوئی تدبیر معقول اور موثر طریق پر

نہیں کرتے ۔

حضرات! دنیا میں اگر رہنا ہے۔ اور رہنا ضرور ہے۔ تو ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئیے اور جیسا کہ میں اپنے اڈریس کے آغاز میں کہہ چکا ہوں۔ اپنے مدعا اور مراد کے حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن اور جائز طریق سے ہمیں کوشش کرنی چاہئیے۔ خداوند کریم کے فرمان کے مطابق کوشش ضائع نہیں جائیگی۔ بلکہ اس سے نتیجہ حسب مراد مرتب ہوگا۔ اور ہم پھر اپنے بھائیوں کو جو کشمیر میں ہیں۔ اسی عروج اور ترقی پر دیکھینگے جو کبھی ان کو حاصل تھی۔ جن مصیبتوں میں وہ مبتلا ہیں۔ خداوند کریم کے فضل وکرم سے وہ یقیناً دور ہو جائینگی۔ اور وہ ایک باعزت قوم کی طرح زندگی بسر کرینگے۔ اور ان کی ذہانت۔ ذکاوت اور دماغی قوت کا سکہ ایک دفعہ پھر جہان پر بیٹھیگا۔ ہاں ہمت اور کوشش شرط ہے۔ اور اس کے بعد خداوند کریم کی نصرت اور دستگیری پر بھروسہ اور تکیہ۔ ؎

پھر بہار آتی ہے تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا
وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نہ کھا
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر
پھر وہی محفل وہی تیرا شبستاں غم نہ کھا

حضرات! میں مکرر آپ کی قدم رنجہ فرمائی کا اور اس توجہ کا جس کے ساتھ آپ نے میرے چند پریشان خیالات کو سنا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے۔ اور کانفرنس کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اے نگہ لطف بما باز انداز؟
طرح انجام مرا نیز چو آغاز انداز

شمس الدین صدر مجلس استقبالیہ۔ ۱۹ اپریل سنہ ۳۰ء

ضمیمہ نمبر ۲

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

از جناب میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر و رئیس
امرتسر پریزیڈنٹ آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس منعقدہ لاہور ۲۴-۲۵-اپریل ۱۹۲۰ء

حضرات! سب سے پہلے میں خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس نے ہمیں یہ موقع بخشا کہ ہم برادران ایک جگہ مل کر بیٹھے۔ اس کے بعد میں آپ برادران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے یہ عزت بخشی ہے۔ کہ کشمیری قومی کانفرنس کی صدارت کروں ؛

صاحبان! ہمارا ملک کشمیر وہ ملک ہے۔ جس کو ہر قسم کا فخر حاصل ہے۔ آج کل کشمیر اور کشمیریوں کو بہادرانہ حیثیت سے خواہ کیسی حقارت سے دیکھا اور سُنا جائے۔ مگر تاریخ شہادت دیتی ہے۔ کہ کشمیر ایک ملک ہے۔ جس کی طرف ایشیا کے نپولین سلطان محمود غزنوی مرحوم بھی رُخ نہ کر سکا تھا۔ جس نے اکبر جلال الدین جیسے بہادر بادشاہ کی فوجوں کو راستہ ہی میں سے واپس ہونے پر مجبور کیا تھا۔ آج وہی ملک ہے۔ کہ اس کو بہادروں کی صف میں بیٹھنے کو جگہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ عرصہ سے اس پر اس قسم کی حکومت ہو رہی ہے۔ جو بڑے بڑے رستموں کو بھی بزدل بنا دے ؛

ہاں! بہ حیثیت مذہب اسلام کشمیر ہی سارے ہندوستان میں ایک ملک ہے۔ جس میں سب سے زیادہ مسلم آبادی ہے۔ مدراس میں فیصدی ۵۔ بمبئی میں فیصدی ۶ صوبہ یوپی میں فیصدی ۱۴۔ صوبہ پنجاب میں فیصدی ۵۵ ۔ صوبہ سندھ میں فیصدی ۸۰۔ مگر خاص کشمیر میں فیصدی ۹۵ مسلم آبادی ہے۔ خدا زیادہ کرے ؛

حضرات! تاریخ کشمیر کہہ رہی ہے۔ کہ یہ سب کثرت آبادی محض بزرگان اولیاء اللہ کی اشاعت اسلام کی برکت سے ہوئی ہے۔ نہ کسی بادشاہ اور فاتح کے جبر سے
حضرات! صنعت و حرفت کی حیثیت سے بھی کشمیر کسی ملک سے کم نہیں۔ کشمیری

صنعت کی دھاک یورپ تک پھیلی ہوئی ہے۔
آب و ہوا کی حیثیت سے تو اس ملک کی وُہ شہرت ہے۔ کہ عُرفی جیسے مشہور و مقبول شاعر کو یہ کہنا پڑا ہے ؎

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید
گر مُرغ کباب است با پر و بال بر آید

علمی حیثیت سے بھی یہ ملک کسی سے کم نہ تھا۔ بڑے بڑے علماء اور شعراء اس میں گذرے ہیں۔ استاد غنی کشمیری شاعر تھا۔ جس کی دوستی پر ایرانی شعراء فخر کیا کرتے تھے۔ مگر گردشِ زمانہ ہے۔ کہ بقول ؎

کسی کی ایک طرح پر بسر ہُوئی نہ انیسؔ
عروج مہر بھی دیکھا تو دو پہر دیکھا

کشمیر پر زوال آیا۔ ہر طرح کی ترقّی کے بعد تنزّل لازمی تھا۔ لیکن اس کے تنزل نے بھی عجیب رنگ دکھایا۔ کشمیریوں نے کشمیر سے نکل کر ملک میں اپنے فرزندوں کو معراجِ کمال پر دیکھا۔ نواب سر سلیم اللہ خاں۔ سر سید مرحوم اور اُن کا خاندان اور پنڈت موتی لال نہرو اور راجہ نرندر ناتھ پنشنر کمشنر جیسے باکمال کشمیر ہی کے درخشندہ ستارے ہیں ؛

حضرات! قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی قوم کا تنزل حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے مصلحان کو اس کی اصلاح کا خیال آتا ہے۔ چنانچہ کشمیری مصلحان کو بھی اس طرف خیال ہؤا۔ تو مسلم کشمیری کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا نواں سالانہ جلسہ آج آپ حضرات کے سامنے ہے ؛

صاحبان! میں کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی بابت مفصّل عرض کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ آپ حضرات مجھ سے زیادہ اس کے حالات سے واقف ہیں۔ ہاں میں ایک بات خاص کر عرض کرنا ضروری جانتا ہوں۔ کہ کشمیر کی آبادی عموماً زمیندار ہے۔ مگر پنجاب میں کشمیریوں کو بہ حیثیت کشمیری زمیندارہ قوم سے

خارج کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں ہمارا سارا زور اس امر پر خرچ ہونا چاہئے کہ کشمیری قوم بحیثیت کشمیری زمیندار قوم سمجھی جائے۔ جس کی نظیر ہم کو ملتی ہے کہ ہماری کوششوں سے گورنمنٹ نے کشمیریوں کو فوجی خدمت میں لیا اور کشمیریوں کی حسن خدمات کا اعتراف سر کرنل پوپہم ینگ صاحب بہادر کمشنر راولپنڈی نے ۱۹۱۸ء کی کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں بڑے زور سے کیا ۔

میں عام طور پر تعلیمی امور اور ۱۹۱۲ء کی کانفرنس کے بارہویں رزولیوشن پر خاصکر توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ سری مہاراجہ کے حضور عرض کیا جائے۔ کہ کشمیری مسلمانوں کی کمی تعلیم کے اسباب کی تفتیش کے لئے ایک کمیشن مقرر کی جائے۔ جو باوجود وفد جانے کے آج تک نہیں ہوئی ۔

ہاں سرکار حضور میں یہ بھی عرض کی جائے۔ کہ پنجاب سے جب کبھی کوئی افسر مستعار لیا جائے۔ تو کشمیری افسران کو لیا جائے۔ جو بحیثیت ملکی حق رکھتے ہیں۔ ہاں تعلیمی امور پر بھی ہم کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ نہ صرف دنیاوی بلکہ دینی اور اخلاقی تعلیم کو ساتھ لے کر۔ مگر محض تعلیم بھی آجکل کسی کام نہیں۔ جب تک تجارت میں حصہ نہ ہو۔ اس لئے کشمیری برادران کو اس میں خاص حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ کشمیریوں کو تجارت میں خاص ملکہ ہے ۔

صاحبان! آج تک جتنے جلسے ہوئے۔ ان میں کشمیر کی پتھر مسجد کا ذکر کیا گیا۔ مگر ریاست کی طرف سے اس پر کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ تاہم ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ بقول ع کئے جاؤ کوشش میرے دوستو جدوجہد جاری رکھنی چاہیے ۔

حضرات! میں ان تکلیف دہ واقعات کا مفصل ذکر نہیں کر سکتا۔ جو مسلمانوں کے لئے عموماً سوہان روح ہو رہے ہیں۔ یعنی مسئلہ خلافت اور حفاظت مقامات مقدسہ جس نے مسلمانوں کو باوجود اختلافات کے ایک مرکز پر جمع کر دیا ہے۔ خواہ وہ رعیت ہوں یا بادشاہ۔ چنانچہ آجکل عالیجناب امیر امان اللہ خاں صاحب

والئی سلطنت کابل خلداللہ ملکہ کی تقریر دلپذیر بھی آپ لوگوں نے سنی ہوگی۔ دعا ہے خدا ہم مسلمانوں کو اس جانکاہ فکر سے نجات بخشے۔

برادران! میں امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ وغیرہ مقامات کے گذشتہ واقعات کیطرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ جن میں ساری آبادی کو عموماً اور کشمیری برادران کو خصوصاً ایسی جانکاہ تکلیفیں پہنچیں۔ جو حد برداشت سے متجاوز تھیں۔ ہاں! میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ ہمارے بعض برادران نے حکام کے ساتھ مل کر ایسی ناشائستہ حرکات کیں۔ جن سے ساری قوم کی بدنامی کا خطرہ تھا۔ خدا ان کو نیک ہدایت کرے چونکہ ان ایام کے واقعات قومی جلسوں میں مفصل ذکر ہوکر رپورٹوں میں شائع ہوچکے ہیں۔ اس لئے میں اُن کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ میں نے ان واقعات کا مفصل ذکر اپنے بیان میں جو کانگریس کمیٹی کے روبرو دیا تھا۔ کیا ہے۔ جس سے آپ کو اس محشر خیز زمانہ کے حالات معلوم ہو گئے ہونگے۔ قلتِ وقت کے باعث میں ان واقعات کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا۔

ریفارم سکیم۔ میں اپنے کشمیری بھائیوں کی خدمت میں بزور اس امر کی سفارش کرونگا۔ کہ وہ ریفارم سکیم سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں۔ اور اپنا ووٹ ایسے شخص کو دیں۔ جو بوجہ اپنی قابلیت۔ دیانتداری اور معاملہ فہمی میں اس بات کا اہل ہو۔ کہ مسلمانوں کے حقوق کی بوجہ احسن حفاظت کر سکے۔

اخیر میں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ ہزآنر سرایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر صوبہ پنجاب کا شکریہ ادا کروں۔ جن کی منصفانہ پالیسی اور دوراندیشی سے ملک میں امن و امان ہؤا۔ مگر میں حضور ممدوح کی خدمت میں بڑے ادب سے اور پُرزور التماس کرونگا۔ کہ شاہی اعلان کا پورا پورا نفاذ کر کے باقیماندہ محبوسین مارشل لاء و دیگر پولیٹکل قیدیوں کو آزادی عطا کریں۔ تاکہ ان کی منصفانہ پالیسی کی تکمیل ہو۔

دعائے مغفرت۔ ہمارے برادران اسلام عموماً اور قومی برادران خصوصاً خان بہادر خواجہ اللہ بخش صاحب لاہور خواجہ عبدالصمد صاحب ککڑو رئیس بارہ مولا و

میاں شمس الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ ورئیس امرت سر اور حاجی نظام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرت سر وغیرہ جو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ خدا ان کو بخشے اور ہم کو ان کا نعم البدل عطا کرے آمین

آخر میں مَیں آپ حضرات سے معافی مانگتا ہوں۔ کہ بوجہ کمی وقت میں آپ کے سامنے کوئی مسلسل خطبہ پیش نہ کرسکا۔ امید کہ آپ میری فروگذاشتوں کو معاف فرمائینگے۔ دُعا ہے۔ کہ اللہ ہمارے نیک ارادوں میں برکت دے۔ آمین

ضمیمہ نمبر ۳

رپورٹ مسلم کشمیری کانفرنس از یکم اپریل ۱۹۱۸ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۲۰ء

(جو کانفرنس کے سالانہ اجلاس بمقام لاہور بتاریخ ۴ و ۵ اپریل ۱۹۲۰ء میں پڑھی گئی)

حضرات! کانفرنس کے گذشتہ دو اجلاسوں میں جو بمقام جہلم اور راولپنڈی میں ہوئے تھے۔ میں نے رپورٹ پیش کرتے وقت عرض کی تھی۔ کہ جو رپورٹ میں پیش کر رہا ہوں وہ سالانہ رپورٹ نہیں ہے۔ بلکہ ڈیڑھ سالہ رپورٹ ہے۔ ڈیڑھ سالہ رپورٹ پیش کرنے کی وجوہات بھی مجملاً بیان کر دی گئی تھیں۔ اور اس امر پر اظہار افسوس کیا تھا۔ اور امید کی تھی۔ کہ آیندہ انشاء اللہ سالانہ رپورٹ پیش کی جاویگی۔ مگر تقدیر کھڑی ہنس رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ کہ "تو در چہ خیالی و فلک در چہ خیال" ڈیڑھ سالہ رپورٹ تو درکنار دوسالہ رپورٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور اس دوسالہ رپورٹ کے پیش کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اس کے وجوہات آپ میں سے ہر ایک کو بخوبی معلوم ہیں۔ گذشتہ سال ماہ اپریل کے اخیر ہفتہ و اتوار کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ اور صاحب صدر کا انتخاب بھی ہو چکا ہوا تھا۔ اور بیرونجات میں اطلاعیں بھی دی جا چکی تھیں۔ کہ یکایک ہمارے صوبہ کے اُس وقت کے حاکم اعلےٰ نے ایسی روش اختیار کی۔ جس کا نتیجہ نہ

صرف قومی جلسوں کا التواء ہوا۔ بلکہ ہزار ہا خاندان ماتم کدہ بن گئے۔ سینکڑوں بچے یتیم ہوگئے۔ عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ اور معصوم بچے شکار اجل ہوئے۔ میرا یقین ہے کہ اگر سرمائیکل اوڈوائر ملک کے جائز ایجیٹیشن کو اس سختی سے اور جابرانہ طریقہ سے دبانے کی کوشش نہ کرتے۔ تو صوبہ میں قتل و خون ظلم و ستم۔ پریشانی اور ویرانی نہ ہوتی۔ میں اس پر تفصیل سے بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کانگریس کمیٹی کی مفصل رپورٹ نے تمام ملک کو واقعات اور حالات سے مطلع کر دیا ہے۔ اور اگر ہنٹر کمیٹی نے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا۔ تو ان کی رپورٹ ہی تصویر کا اصلی رُخ ظاہر کرے گی۔

اس میں شک نہیں۔ کہ ملک کے بعض صوبوں میں بعض غیر ذمہ دار اور شوریدہ دماغ اشخاص نے زیادتیاں کیں۔ اور قتل و خون کئے۔ مگر ان کی تمام قابل نفرین حرکات کا اصلی سبب وہ اشتعال تھا۔ جو اُن کو نہایت سخت طریقہ سے دیا گیا تھا۔ لاہور میں باوجود اس امر کے کہ لوگوں نے حدود قانون کے اندر رہ کر رولٹ ایکٹ کے خلاف ایجیٹیشن کیا۔ اور اپنے دلی جذبات اور خیالات کا صاف صاف مگر پُرزور الفاظ میں اظہار کیا۔ اور کسی جان یا مال کا نقصان نہ کیا۔ تو بس لاہور ان مصائب سے نہ بچا۔ جو مصائب اس کو جھیلنے پڑے۔ آپ کی کانفرنس کے آنریری جنرل سکرٹری یعنی اس خادم نے رولٹ ایکٹ کے خلاف ایک مشہور اعتدال پسند لیڈر کی تقریر کا خلاصہ جلسہ میں پیش کیا۔ یعنی آنریبل مسٹر شاستری کی تقریر کا جو انہوں نے امپریل کونسل میں فرمائی تھی۔ اور لاہور کے مسلمان پولیس انسپکٹر عبدالغنی کے کہنے پر محض دروازہ کے باہر ایک مجمع کو منتشر کیا۔ جس کے صلہ میں پولیس کے سب انسپکٹر کو جو میرے ہمراہ تھا۔ پولیس کنگ میڈل ملا۔ اور مجھے جیل ملا۔ اور ڈپٹی کمشنر لاہور کے حکم سے بادشاہی مسجد میں گیا تاکہ لوگوں کو سمجھایا جائے کہ وہ ٹھنڈی سڑک پر نہ جاویں۔ اور لاہور شہر میں ہڑتال کے مسلسل جاری رہنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور ان جرائم کے لئے سرمائیکل اوڈوائر کے

دربار سے گرفتاری کا حکم صادر ہوا۔ اور ۱۷ اپریل ۱۹۱۹ء کو ہائیکورٹ کے ایسوسی ایشن کے کمرہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور جیل خانہ میں ڈالدیا گیا۔ عین گرفتاری کے موقعہ پر سب سے پہلا کام جو خاکسار نے کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر کی اجازت سے دو چٹھیاں لکھیں جن میں سے ایک حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کانفرنس ہذا کی خدمت میں تھی ان ہر دو چٹھیوں میں کانفرنس کے وظیفہ خوار طلباء کو وظیفہ جاری رہنے کے متعلق ہدایات تھیں۔ کیونکہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ مجھے گرفتار کر کے آیا جلاوطن کرینگے یا کیا کچھ کرینگے۔ کیونکہ لالہ ہرکشن لعل۔ لالہ دونی چند اور پنڈت رام بھجدت صاحبان کی جلاوطنی کے بعد سب سے پہلی گرفتاری جو لاہور کے لیڈروں میں سے ہوئی تھی وہ میری تھی۔ اور میں یہ گوارا نہ کر سکا۔ کہ میری مصیبت سے کانفرنس کے وظیفہ خوار طلباء کو تکلیف پہنچے۔ جن کی تعلیم کا دارومدار کانفرنس کے وظیفوں پر تھا۔ اور میری ہدایات کے بغیر بنک سے روپیہ ملنا مشکل تھا۔ گرفتاری کے بعد مجھے سنگین کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ اور اس قدر مصائب برداشت کرنے پڑے۔ جن کا ذکر آپ کے لئے یقیناً باعث رنج ہوگا۔ بعد ازاں ۱۹ مئی ۱۹۱۹ء کو مقدمہ چلایا گیا۔ جس مقدمہ کا نام لاہور لیڈر کیس رکھا گیا۔ اور ۲ جولائی ۱۹۱۹ء کو مجھے بری کیا گیا۔ فیصلہ میں مارشل لاء کمیشن نے یہ قرار دیا۔ کہ پولیس انسپکٹر کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔

حضرات! میں نے اپنا ذاتی قصہ اس غرض سے کسیقدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کی کانفرنس کا سکرٹری بالکل بے گناہ تھا۔ اور نا عاقبت اندیش حکام نے کانفرنس کی ان تمام خدمات کو جو گذشتہ جنگ میں کی تھیں۔ اور جن کا اعتراف سر مائیکل اوڈوائر صاحب نے متعدد خطوط میں کیا تھا۔ اور خاکسار کی ان ذاتی خدمات کو جو اس نے بحیثیت ممبر مجلس منتظمہ انڈین ڈیفنس فورس سرکاری جس کے صدر آنریبل مسٹر جسٹس شادی لعل حال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ و بحیثیت ممبر مجلس منتظمہ غیر سرکاری انڈین ڈیفنس فورس جس کے صدر آنریبل رائے بہادر بخشی سوہن لعل

تھے۔ اور بہ حیثیت سکرٹری پنجاب یونیورسٹی کمیٹی کی تھیں۔ جس کے صدر آنریبل
خان بہادر میاں محمد شفیع سی آئی ای حال ایجوکیشنل ممبر گورنمنٹ آف انڈیا تھے بالکل
نظرانداز کر دیا۔ اور کانفرنس کے نیکنام اور اس کی ذاتی شہرت پر دھبہ لگایا۔ اور
اُس کو اور اس کے خاندان کے تمام افراد کو لاانتہا غم واندوہ کا شکار بنانے کے علاؤہ
ہزارہا روپے کے اخراجات کا زیربار کر دیا۔ کانفرنس کے آنریری جائنٹ سکرٹری
خواجہ فیروزالدین احمد صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا بھی بدگمانیوں کا شکار ہوتے
اور کئی دن کی جیل خانہ کی مصائب جھیل کر رہا ہوئے۔ ان وجوہات کی بناء پر
اپریل ۱۹۱۹ء میں جلسہ نہ ہوسکا۔ اور ان مصیبتوں کا اثر اور مارشل لا کی تحقیقوں
کا خمیازہ لاہور مدت تک جھیلتا رہا۔ اور اس قابل نہ تھا۔ کہ کانفرنس کو
اس سے پہلے مدعو کر سکتا۔ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ کہ میں نے تمہید
اس قدر لمبی کر دی۔ مگر کانفرنس کے نام نیک کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ اس
کے سکرٹری کے رویہ کو ظاہر کیا جاتا۔ اب میں اصل رپورٹ پیش کرتا ہوں۔
کانفرنس راولپنڈی میں ۱۰ رزولیشن پاس ہوئے تھے۔ جن میں ریزولیوشن
۱ و ۲ اظہار وفاداری کے متعلق تہا۔ جن کی نقول حکام مجاز کی خدمت میں
بھیجدی گئی تہیں۔ اور جن کی باضابطہ رسید موصول ہوئی تہیں۔ اور رزولیوشن
۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ کشمیر کے متعلق تھے۔ جن کی نقول حکام مجاز کی خدمتیں
بھیجدی گئی تہیں۔ اور وہاں سے ضابطہ کی رسید کے علاوہ اور صدائے برنخاست
باقی رزولیوشن نمبر ۵ زراعت پیشہ کے متعلق تھا۔ جس کے متعلق خاکسار اور خواجہ
یوسف شاہ صاحب آنریبل مسٹر مینارڈ فنانشل کمشنر کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ کشمیری کوئی ذات نہیں ہے اور کشمیریوں
میں مغل پٹھان۔ راجپوت وغیرہ زراعت پیشہ قرار دی جاسکتی ہیں جن ضلعوں
میں کہ یہ قومیں زراعت پیشہ ہیں۔ اور اس مضمون کی ایک چٹھی بھیجی۔ جو اخبار
کشمیری میں ان ایام میں شائع کرا دی گئی تھی ؛

فوجی معاملہ - بزرگان قوم کا ایک وفد جس میں شیخ خان محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ راولپنڈی - فضل خان صاحب صوبیدار میجر محمد خاں صاحب بہادر میجر و میاں عالم الدین صاحب رئیس گوجرخاں و خاکسار شریک تھے۔ ایڈجوٹنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں بمقام دہلی حاضر ہوا - اور ان سے عرض کی - کہ کشمیری کمپنی کو نہ توڑا جائے - صاحب موصوف نے نہایت ہمدردانہ تقریر کی اور فرمایا کہ کشمیریوں نے جنگ کے دوران میں عمدہ خدمت کی ہے - ان کی خدمت کو نہیں بھولا جاویگا - چنانچہ انہوں نے اپنے خط مورخہ ۲۹ جون ۱۹ میں اطلاع دی کہ آئندہ ہندوستانی افواج جنگ میں کشمیری مسلمانوں کی بھرتی صرف ان کشمیریوں کی زراعت پیشہ قوموں تک محدود رہیگی - جو ان قوموں کے مطابق ہوں - جو پہلے ہی سے افواج ہند میں بھرتی کی جاتی ہیں - اور ان تمام اشخاص کو پنجابی مسلمانوں کی فوج میں بھرتی کیا جاویگا - اور ان کے ساتھ کشمیری کا لفظ استعمال نہیں ہوگا۔

تعلیم

تعلیم کے متعلق کانفرنس نے جو خدمات آج تک کی ہیں - ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے - کانفرنس نے تقریباً ۹ ہزار روپیہ قوم کے پچاس ہونہار مگر نادار طالب علموں کی اعلےٰ اور پروفیشنل تعلیم میں صرف کیا - اور آج تک کانفرنس کے وظائف کی مدد سے ۹ طلبا بی - اے - ۵ سب اوورسیر - ۷ الیف - اے - ۱ میو سکول آف آرٹس - ۲ انٹرنس پاس ہوئے ۳ نے بی - اے تک تعلیم پائی - مگر امتحان پاس نہیں کیا - ۷ نے الیف - اے تک تعلیم پائی - مگر امتحان پاس نہیں کیا - ۱ میو سکول آف آرٹس میں پڑھتا رہا - مگر امتحان نہیں دیا - اور ان میں سے بہت سے طلباء برسر روزگار ہیں - ان دو سالوں میں مفصلہ ذیل جماعتوں کے طلباء کو وظائف کانفرنس نے دئیے - بی - اے ۱۰ - الیف - اے ۱۷ - میڈیکل کالج ۲ - سب اوورسیر کلاس ۲ - وٹرنری کالج ۲ - ٹیکنیکل کالج ۱ - لا کالج ۱ - اور ایک خاص وظیفہ محمد یحییٰ فرزند مولوی عبدالسلام رفیقی ۔

لوکل کمیٹیاں

افسوس کہ لوکل کمیٹیوں کا کام سوائے لوکل کمیٹی امرت سر کے جس کے لئے میاں حسام الدین صاحب آنریری سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانان امرت سر قوم کے کمال شکریہ کے مستحق ہیں۔ نہایت ناتسلی بخش ہے۔ تمام کمیٹیوں کی خدمت میں رزولیوشنز پاس شدہ راولپنڈی کانفرنس بغرض تعمیل مطبوعہ چٹھی کی صورت میں بھیجے گئے مگر کسی کمیٹی نے آج تک رپورٹ نہیں کی۔ کہ ان رزولیوشنز پر کیا کچھ عمل ہوا۔ اگر کانفرنس قوم کے لئے واقعی مفید ہو سکتی ہے۔ اور عملی کام کرنا مقصود ہے۔ تو لِلّٰہ ان کمیٹیوں کو زندہ کریں۔ اور ہر ایک شہر میں ایک مضبوط آرگنیزیشن قائم کریں۔ تاکہ کانفرنس کے رزولیوشنز محض رپورٹ کانفرنس میں نہ رہیں۔ بلکہ ان پر عملی کارروائی ہو۔ اور کانفرنس محض ایک تھیٹر گاہ نہ ہو۔ کہ ایک دن یا ڈیڑھ دن سب حضرات جمع ہو کر لیکچر سن جاویں۔ نظموں سے محظوظ ہو جاویں اور پنڈال سے نکلتے ہی اس کی تمام کارروائی کو نقش بر آب سمجھیں۔ میں اپنے دوستان مسٹر دین محمد صاحب وکیل گوجرانوالہ۔ مولوی کریم الٰہی صاحب وکیل سیالکوٹ۔ منشی برکت علی صاحب میونسپل کمشنر گجرات۔ بابو الٰہ بخش صاحب ڈار جہلم۔ اور بابو ولی محمد صاحب راولپنڈی سے بادب ملتمس ہوں۔ کہ وہ توجہ کریں۔ اور اگر خود وہ وقت نہیں دے سکتے یا اپنی دلچسپی میں کمی پاتے ہوں تو اور سرگرم ممبران جماعت کے سپرد یہ کام کریں۔ تاکہ سال بھر ہر ایک ضلع میں کچھ نہ کچھ کارگذاری ہوتی رہے۔ اور سنٹرل کمیٹی کو اپنی عملی کارروائی پہ ناز ہو۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں۔ کہ میری اس سال کی اپیل بھی گذشتہ سالوں کی اپیلوں کی طرح رائیگاں نہیں جائیگی ؟

تعلیم مسلمانان کشمیر

جہاں تک کہ مسلمانان کشمیر کی تعلیم کا تعلق ریاست سے ہے حکام ریاست کی خدمت میں مختلف اوقات پر تجاویز بھیجی جاتی ہیں۔ مگر ان پر سوائے ضابطہ کی رسید کے اور کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ خدا جانے یہ سلسلہ تجاویز رسانی کا کب تک جاری رہیگا۔ اور ہماری آہ و بکا کب تک بے اثر رہیگی ؟

مسوّدہ اصلاح رسومات

طیار کردہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب جملہ ممبران کانفرنس کی خدمت میں ہزارہا کی تعداد میں مطبوعہ کاپیاں چھپوا کر بغرض عملی کارروائی بھیجا گیا تھا۔ مگر آج تک کسی ممبر نے اس کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں کی۔ اب پھر مسوّدہ تقسیم کیا جائیگا۔ اور مجلس شورے میں اس پر بحث ہوگی۔

سفیر کانفرنس

سفیر کانفرنس سید علی احمد صاحب ۱۸۔ دسمبر ۱۹ء کو مقرر کئے گئے۔ اور انہوں نے مختلف شہروں کا دورہ کیا ہے۔ ان کا تقرر فی الحال عارضی ہے۔ اور سالانہ جلسہ کے بعد ان کی کارگذاری کے متعلق سنٹرل کمیٹی میں رپورٹ دینی ہوگی۔

سنٹرل کمیٹی و ممبران سنٹرل کمیٹی و ممبران وکالت سب کمیٹی کا انتخاب

کانفرنس کے عہدہ داران کا سہ سالہ انتخاب ۲۷ نومبر ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ اور مفصلہ ذیل عہدہ داران منتخب ہوئے:۔

پریزیڈنٹ آنریبل خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب۔ وائس پریزیڈنٹ میاں شمس الدین صاحب۔ آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم۔ آنریری جنرل سکرٹری سید محسن شاہ صاحب۔ جائنٹ سکرٹری خواجہ فیروزالدین صاحب اسسٹنٹ سکرٹری منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری۔ فنانشل سکرٹری خواجہ غلام نبی صاحب اکوننٹنٹ اگزیمنر خواجہ صدرالدین صاحب

جناب میاں شمس الدین صاحب کی وفات پر ان کے بھائی میاں نظام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ کا انتخاب بعہدہ وائس پریزیڈنٹ ہوا۔ علاوہ ازیں ممبران سنٹرل کمیٹی مقیم امرتسر۔ لاہور کا انتخاب ہوا۔ افسوس کہ باقی اضلاع نے اپنے اپنے ضلع سے سنٹرل کمیٹی کے لئے ممبران کے نام نہیں بھیجے۔ اسلئے پہلے ہی منتخب شدہ ممبر سنٹرل کمیٹی ہی تجویز کئے گئے ہیں۔

سنٹرل کمیٹی

سنٹرل کمیٹی کے ۱۰ جلسے ہوئے - اور ان میں ۱۹۰ تجاویز پیش ہو کر منظور ہوئیں جو ممبرانِ سنٹرل کمیٹی ان جلسوں میں تشریف لاتے رہے - ان کا میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - اور ان کی مدد کے بغیر کانفرنس کا کام ہونا مشکل تھا۔

اخبارات کا شکریہ

مفصل ذیل اخبارات کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے - اخبارات سیاست آفتاب پیسہ اخبار - اخبار وکیل - اخبار کشمیری جنہوں نے کانفرنس کے مقاصد کی اشاعت میں مدد دی - اس کی روئدادوں کو شائع کرتے رہے۔

میاں مہر بخش صاحب مرحوم کی وصیت

میاں مہر بخش صاحب مرحوم کی بیوہ نے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے - جس کی اگر پیروی کی گئی - تو کانفرنس کو یقیناً فائدہ ہوگا - اس نیک خاتون نے اپنے خاوند کی جائداد میں سے ایک ہزار روپیہ کانفرنس کے لئے وصیت کیا ہے - اس کار خیر کے سرانجام دینے میں خواجہ صدرالدین صاحب اگزیبٹر کانفرنس نے بڑی مدد کی جو بہت شکریہ کے قابل ہے -

افسوسناک اموات

افسوس ہے - کہ ان سالوں میں قوم کو چند نہایت ہمدرد - قابل اور مستعد بزرگان قوم کی وفات سے سخت نقصان پہنچا ہے - جناب خان بہادر خواجہ اللہ بخش خان صاحب سابق پریزیڈنٹ کانفرنس جہلم - میاں شمس الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ ڈپٹی پریزیڈنٹ سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی - خواجہ صمد جو صاحب ککڑو رئیس بارہ مولا کشمیر خان صاحب مہر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم امرتسر - میاں نظام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی - دعا ہے - کہ اللہ تعالےٰ اپنے ان نیک بندوں کو جوار رحمت میں جگہ دیوے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

اخبار کشمیری

کی خدمات کا ذکر نہایت ضروری ہے۔ اس اخبار نے کانفرنس کے کاموں کی اشاعت کے لئے اپنے کالموں کو وقف کیا ہوا ہے۔ اور قوم کا فرض ہے۔ کہ اسے ہر طرح سے مدد دے۔ اگر کانفرنس کا وجود قوم کے ہونہار مگر غیر استطاعت والے طلبا کے لئے باعث رحمت ہے۔ تو اس اخبار کا وجود کانفرنس کے لئے باعث رحمت ہے

کل آمدن از اپریل ۱۸ء تا مارچ سنہ ۱۹ء ۴۶۰۷-۸-۰ ہوئی اور اس میں اگر ۴۰۹۱-۲-۰ بچت سال سابقہ جمع کیجائے

تو کل آمدن	۸۶۹۸-۱۰-۰ ہوئی۔
اور خرچ	۳۴۵۰-۹-۶
بچت	۵۲۴۸-۰-۶
آمدن از اپریل ۱۹ء تا مارچ سنہ ۲۰ء	۳۸۲-۰-۰
خرچ " " " "	۲۳۲۹-۱۴-۱
کل بچت ۳۱ مارچ سنہ ۲۰ء تک	۳۳۰۰-۲-۵

شکریہ

آخر میں آپ سب صاحبان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے میری اس طویل رپورٹ کو صبر سے سُنا۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق بخشے۔ کہ ہم قومی کاموں میں واقعی دلی توجہ سے کام کریں۔ اور نیک نیتی سے کام کریں۔

[illegible]

ضمیمہ نمبر ۱۷

صداقت اسلام

(از حکیم مرزا اللہ یار خاں صاحب جوگی)

میں کون ہوں؟ اللہ کا اک بندۂ ناچیز
معلوم بھی ہے کس نے کیا ہے مجھے تجویز؟
معمارِ براہیمؑ کی تعمیر ہوں میں بھی
یا وہ آدمی جو قبر کی بستی نہیں رکھتا
جب اوج ملے وصیان میں پستی نہیں رکھتا
آج ہاتھ میں گذرے ہوئے بچپن کا ورق لو
کس پیار سے خالق نے ہمیں پیٹ میں پالا
سختہ ہؤا جب سیپ سے موتی کو نکالا
آنول ہی نال کٹی خوش ہوئے سارے
جب سانس چلا حمد کی معصوم زباں نے
بچے کو ابھی دودھ پلایا نہ تھا ماں نے
حیوان تھا موقعہ دیا انسان ہوں پہلے
مدت سے تھے اک شاخ محبت میں پھل آئے
جب کھل گئی گود میں ماں کی آنچل آئے
آنا تھا زینا مجھے پینا بھی سکھایا
کل اور تھا آج اور ہوا بچپن ہوا رخصت
مرزا یہ ہوا چشتی سے تھا شغلی مجت
جینے کا مزا ماں کے بچھڑنے نے گنوایا
[illegible]

ظاہر نہیں جو تم سمجھو وہ باطن میں نہیں ہے
ٹھکرا کے نہ گذر دہیں مجھے گھر کی ہوں دہلیز
تم جس کی ہو اُس ہاتھ کی تصویر ہوں میں بھی
ذرّے سے وہ کہتا ہے کہ ہستی نہیں رکھتا
قطرہ نہیں ہوتا ہے جو ہستی نہیں رکھتا
اگلے کیلئے پچھلے زمانے سے سبق لو
اک وقت میں بچے کو بھی ماں کو بھی سنبھالا
جس گھر پہ کیا فضل ہوا اس میں اُجالا
جلسے ہوئے شیرینی بٹی خوش ہوئے سب
شکرانہ حق ادا کیا ننھی سی جاں نے
روح پھونک دی توحید کی تکبیر اذاں نے
میں بعد میں ہندی ہوں مسلمان ہوں پہلے
دو پرورش طفل کے پہلو نکل آئے
رحمت یہ ہوئی دودھ کے دریا ابل آئے
بیفکری سے جینے کا قرینہ ہی سکھایا
اجمیر میں جوگی کی ہوئی خیر سے شنشنا
اسکول سے نورونہ تھی کالج میں طبیعت
یہ داغ تھا پہلا جو کلیجے پہ لگایا
[illegible]

عالم میں جو سرچشمۂ الفت ہے وہ ماں ہے
والد بہ ایں عظمت نہیں ماں جی کی برابر
ماں پالتی ہے باپ سے بچہ نہیں پلتا
گھر بار کا ہر کام ہے رآجن سے نکلتا
نہلاتی ہے دودھوں وہ جوئے شیر بہی ہے
ہے قلزم رحمت دل مادر میں ابلتا
جو ماں کو ستائے وہ نہیں پھولتا پھلتا
ماں باپ پہ احسان کرو حق نے بتایا
جھنجلائے ہوئے دل سے جو کی ماں نے دعا ہو
ہٹ جاتا ہے آگے سے جو موسیٰ کا عصا ہو
قارون سے روٹھی تو پیمبر نے بھی مارا
جب تک یہ جئے نیل ابلنے نہیں دیتی
دو نبیوں کی اک پیش یہ چلنے نہیں دیتی
یاد آتا تھا بس ماں کی محبت کی نظر کا
ہیں آپ کہاں ئے میں تو ہوں اب اور ورق پر
اللہ کی تمجید کے اوراقِ اَدَق پر
العظمت للہ ٹھکانا ہے کرم کا
کس مونھ سے کرے کوئی بھلا مدحت باری
افضال کی کثرت نے کیا شکر سے عاری
حق یہ ہے کہ ہم شکر ترا کر نہیں سکتے
ہر ایک پہ ہر لحظہ میں لاکھوں ہی کرم ہیں
بندوں کی تو باتوں پہ نہ جا ہوش میں ہم ہیں
سر تیرا ہے جاں تیری ہم تیرے ہیں مولا

گیتی میں جو بیٹے مجبت ہے وہ ماں ہے
ممکن ہی نہیں عرش ہو کرسی کی برابر
حوریں بھی کھلائیں تو نہیں طفل بہلتا
رانی کے بنا راج کا دھندا نہیں چلتا
پوتوں جو بہلاتی ہے وہ تصویر ہی ماں ہے
اس حور کے سینے میں ہے کوثر بھی اچھلتا
لاکھ عابد و زاہد ہو جہنم میں ہے جلتا
جو اِن کو نہ سمجھا اسے رب کیا سمجھ آیا
نکلی ہوئی سیفی کا اثر پوچھتے کیا ہو
فرعون سے بیٹے کا خدائی میں بھلا ہو
ماں جب مری نمرود کی مچھر نے بھی مارا
اس کی دعا اژدر کو اچھلنے نہیں دیتی
تکلے یہ جہنم کو تو جلنے نہیں دیتی
امنڈ آیا ہے دریا سا معاً شیر و شکر کا
بچپن سے نظر جا پڑی قرآں کے سبق پر
تسو مائیں بھی ایسی ہوں تو قرباں ہوں حق پر
سینہ ہوا شق لکھتے ہی الحمد قلم کا
بیائے! یہ زباں بھی ہے تری فیض سے جاری
احسان ترے بھولنا عادت ہے ہماری
وہ بوجھ ہیں سجدے سے اٹھا سر نہیں سکتے
جوگی جی کبھی موج میں بکتے ہیں کہ کم ہیں
ہر حال میں محتاج ترے تیری قسم ہیں
صوفی بھی ترے جوگی سو جیم تیرے ہیں مولا

اتنی بڑی دُنیا ہمیں رہنے کو عطا کی
تاروں کا ٹھکانا ہے کوئی حد ہے سما کی
بے انت ہے تو تیرا کوئی انت نہیں ہے
صدقہ ترا کھا لیتے ہیں یہ کم نہیں کرتے
ناشکرے پھر ایسے ہیں کہ ہیں منہ پہ مکرتے
اندھیر ہے مسلم کیلئے بھول خدا کی
پھرتے ہو زمیں پر یہاں آتے ہوئے دیکھا؟
سجدے سے اپنے سر بھی اُٹھاتے ہوئے دیکھا؟
گُل کھلتے ہیں تیرے لئے بُو تیرے لئے ہے
چڑیاں تجھے ہر صبح ہیں سوتے سے جگاتی
ہے تخلئے میں میری شرافت کہاں جاتی
اعمال میں انساں کئی حیوانوں سے کم ہیں
قدموں پہ کھڑا رہتا ہے دیوار سکھاتی
ہے بوجھ لئے ننھی سی چیونٹی چڑھی جاتی
بے ہمتی مسلم کو سزاوار نہیں ہے
شیروں کو تگ و دو کے بنا کچھ نہیں ملتا
سیر ہوتا ہے جب پیٹ کے بل پر ہو پھسلتا
کتنا بڑا ہاتھی ہے کھڑا جھوم رہا ہے
استادہ ادب سے ہیں پہاڑوں کی قطاریں
چپ چاپ کھڑے لیتے ہیں اپنی بہاریں
چشمے کی شریعت ہے کہ چلتا رہے ہر دم
پابند شریعت ہے ہر اک چیز خدائی

سانسوں کیلئے کتنی دی مقدار ہوا کی
اللہ اکبر! یہ خدائی ہے خدا کی
ہم دابۃ الارض[1] ہیں تو عرش نشیں ہے
تو دے کے بھلا دیتا ہے ہم لے کے بسرتے
سرکش کا جی مسجد میں قدم تک نہیں دھرتے
دیکھا کبھی سورج نے نماز اپنی قضا کی؟
مسجد کو یا میخانے کو جاتے ہوئے دیکھا؟
اشجار کو پھل باغ میں کھلتے ہوئے دیکھا؟
مسلم ہے خدا تیرا پہ تو تیرے لئے ہے
منہ ڈھانپ کے پڑ رہتا ہے غیرت نہیں آتی
ہم سارے گنہگاروں کو رحمت ہے نبھاتی
جاندار تو اک بات ہے بیجان سے کم ہیں
ذروں میں تڑپ دیکھ کے پھٹ جاتی ہے چھاتی
ہمت کا سبق ہے یہ خلیفے[2] کو پڑھاتی
اس سے بڑی لعنت نہیں بیکار نہیں ہے
بھوکا پڑا رہتا ہے جو اژدر نہیں ملتا
بے سعی کے امید کا غنچہ نہیں کھلتا
کس رعب سے دریا میں مگر گھوم رہا ہے
یہ عظمت و رفعت ہو مگر دم بھی نہ ماریں
جب ضرب پڑے تیشے کی اللہ پکاریں
دریا ہو تو پہلو کو بدلتا رہے ہر دم
بہتر ہے اگر اب بھی سمجھ لیں مرے بھائی

[1] قرآن مجید کی اصطلاح میں زمین کا کیڑا۔ [2] خلیفے سے مراد حضرت انسان ہے جسکی شان میں کہا گیا۔ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ۔

چھوٹے سے لئے بہتا ہے کرتے ہیں کمائی
رمضان کا اللہ ہو بیلی نہیں آتا
روز آتا ہے کن منزلوں سے صبح کا تارا
ڈیوٹی پہ کمر بستہ قطب بھی ہے بچارا
باندھی ہوئی ہر شے نے اطاعت پہ کمر ہے
بے بہرہ مسلمان ہوں جب مغز قرآں سے
گھڑیال سے کم جنکو تعلق ہے اذاں سے
ووکنگ میں انگریز تشہد لگے پڑھنے
پابند نماز آپ بھی ہو جایئے صاحب
ہر جمعہ کو مسجد میں ضرور آیئے صاحب
آ آ کے چلا جاتا ہے رمضان ہمارا
بتلاؤں جو کچھ دی گئی اب مجھ کو خبر ہے
مونھ تک چلا آتا ہے جو روزہ وہ ثمر ہے
اب آئے تو سب مل کے تواضع بڑی کرنا
سر چومنا منہ چومنا رحمت کے پسر کا
ہاں رت جگے ہوں لطف ہو شام و سحر کا
مسجد میں ہر اک شام کو اب پارٹی کیجو
معمول تھا یہ پنجتن پاک کے گھر کا
درویش غنی آج ہے عثمانؓ کے در کا
کیوں شیفتہ اس مہ پہ اصحاب ولی ہیں
سرورؐ نے کہا جو بھی برس بھر میں کماؤ
صائم کو روا ہو گیا اسراف بھی جاؤ
ہمراہ نمازوں کے تراویح بھی پڑھ لو

چاند عید کے نے رک کے کبھی شکل دکھائی؟
ہر کون صدی بعد کیا ہیلی نہیں آتا؟
لو وقت معین پہ سہیل آن سدھارا
مسلم اتری اسلام پہ برہمانڈ ہے سارا
لے دیکھے خطا کار اگر ہے تو بشر ہے
پھر دین پہ رونق بھلا آ جائے کہاں سے
وہ دعوئ اسلام بھی کرتے ہیں زباں سے
اور بعض تو اشراق و تہجد لگے پڑھنے
پانچوں ہی ادا گھر میں نہ فرمایئے صاحب
سحری کی جگہ روزہ نہ اب کھلیئے صاحب
ہوتا ہے فقط عید کو مہمان ہمارا
رمضان بڑا لاڈلا رحمت کا پسر ہے
اس چاند کی اک شاخ ہی طوبیٰ بھی اگر ہے
شہزادی کو لپٹا کے تضرع بڑی کرنا
اللہ و محمدؐ کے بڑے نور نظر کا
در چاند بھی کہتا ہے ہوا بند سقر کا
مل جل کے جو ہو قوم کی بیداری کیجو
کاشانۂ بوبکرؓ و شبستان عمرؓ کا
ہے غلغلے میں کہ روزہ ہے فجر کا
شہر رمضاں بارہ اماموں میں علی ہیں
روزے رکھو رمضان کے اور بیٹھ کے کھاؤ
مسجد میں اذاں سن کے بڑی شوق سے آؤ
قرآن بھی اللہ کی تسبیح بھی پڑھ لو

۱؎ ہیلی مشہور مدار ستارہ ۲؎ ایک ستارہ ۳؎ ہندی کائنات ۴؎ ووکنگ لندن ...

مسلم! کوئی دنیا میں ہمیشہ نہیں جیتا
بازی یہ ابن دعوئے شرافت نہیں چلتا
محکوم ہیں دیکھ لے تو بحر بھی بر بھی
بن آج سے خواہ کچھ بھی ہو بندہ تو خدا کا
ڈھونڈ حق کی رضا بس یہ طریقہ ہے ہدا کا
اللہ سے کر عشق محمدؐ پہ فدا ہو
جو کچھ ملا پہلوں کو وہ ہم کو بھی ملا ہے
حج اسقدر آسانی سے اگلوں نے کیا ہے
باتیں کرو اللہ سے قرآن کو پڑھکے
دربار رسالت سے ہو گر فیض اٹھانا
تو سیکھے تو منظور ہے حضرت کو سکھانا
اُمت سے محبت کی کوئی حد بھی ہے مسلم
دیندار کوئی دین سے جاہل نہیں ہوتا
کمزور ہوا حسد کا ذرا دل نہیں ہوتا
حق لیتا ہے حق دیتا ہے دب کے نہیں ہٹتا
ہر سال زکوٰۃ اسکی ہے دولت کو بڑھاتی
کھلتے ہیں تبھی اُسے ہو وہ بھی ہے کھاتی
اپنے میں لگانے میں سدا عدل ہے کرتا
مومن کوئی بدبخت ہو باور نہیں آتا
وہ خضر کے ہمراہ بھی پی کر نہیں آتا
ٹلتی ہر اک آفت بھی ہے مومن بلا ہے
گر اسکو قلی بن کے بھی کرنی پڑے محنت
خرموں کے بدل باغ یہودی کرے جنت

غفلت میں بس اب کم تو زمانہ نہیں بیتا
روزے سے ہے دریا جیسی پانی نہیں پیتا
کیا کرتا ہے کہلا کے تو مسلم بھی لبشہ بھی
پھر خوف نہ ہوگا تجھے شیطاں سے بلا کا
جھگڑے میں نہ پڑ ایک ہے مذہب علماء کا
جنت تجھے پھر دونوں جہانوں میں عطا ہو
حقا مرے مولا کا کرم آج سوا ہے
اُن وقتوں سے اب علم بہت عام ہوا ہے
اپنے نئے سب سے یہی معراج ہے بڑھکے
مسلم کی حدیثوں سے ملیگا در معنی!
صورت میں بخاری کی ترے پاس ہے آنا
عاشق بخدا تجھ پہ محمدؐ بھی ہے مسلم
مومن کی یہ پہچان ہے کاہل نہیں ہوتا
مسلم کوئی دنیا سے بھی غافل نہیں ہوتا
خوش ہوتا ہے بخشیں غضب کے نہیں ہٹتا
باندھے ہوئے ہاتھوں کو ہے تجھی چپلی آتی
فیض ایسے جوانمرد سے ہے قوم بھی پاتی
خوش نصیبی کے غیر پہ بھی وصل ہے کرتا
نظروں میں جوانمرگ سکندر نہیں آتا
کوثر لئے کس روز میسر نہیں آتا
تلواروں کے سائے میں کبھی چھاؤنی کیا ہے
پھر شوق سے کر بلے علیؓ ہو کے مشقت
خود سرور کونین نے فرمائی تجارت

نعلین مبارک کو بھی پیوند لگائے
کھونچ آئی تو خود سی بھی لیا بند لگائے

فاروق رضؓ ترابی ہیں اینٹوں کو پتھاریں
دربار ہیں بڑھیا بھی کہے حق تو پکاریں

قربان ہو بیٹا بھی تو نہ عدل سے ہاریں
لیں شوق سے ہاتھوں میں غلاموں کی مہاریں

کچھ یہ بھی نہ تھا اُس گھڑی دولت کی کمی تھی
صدیقؓ کی عثمانؓ کی کل قوم غنی تھی

یہ حال تھا صدقہ کوئی لیتا نہ تھا ہم میں
تھے باجگذار اپنے عرب اور عجم میں

بے تاج تھے پر طُرّۂ قیصر تھا علم میں
جمشید کا تھا تخت غلاموں کے قدم میں

اللہ کے اور سرورِ کونین کے صدقے
عرش ہو گئے محبوب کی نعلین کے صدقے

افریقہ لیا روم لیا لے چکے ایراں
خدمت میں ہدیہ دیا کسریٰ کو بھی فرماں

قدموں میں گری پڑتے تھے شاہنشہ ذیشاں
اللہ رے محمدؐ کے پڑھائے ہوئے انساں

اک دوسری کی قوم فدائی رہی جبتک
بس ہاتھ میں مسلم کے خدائی رہی جب تک

موسیٰؑ نے قدم جب ذرا اُمت سے نکالا
پوجنے لگا ہارون کے ہوتے بھی گوسالا

کی شوکت دیں چار خلیفوں نے دوبالا
بعد آقا کے اُمت کو سلیقے سے سنبھالا

جگ جگ جئیں عشق میں اصحاب محمدؐ
خود مہر تھے یہ چار تھے مہتاب محمدؐ

اِس جاہ پہ یہ سادگی دکھلاؤ کہیں ہے
اصحاب کی تمثیل تو نبیوں میں نہیں ہے

ہے دین کا سردار شہنشاہِ زمیں ہے
پوشاک ہے کمبل کی خورش نانِ جویں ہے

راتوں کو بھی محتاج غریبوں کی خبر لی
بیواؤں کے گھر جا کے یتیموں کی خبر لی

لو آؤ زیارت تو کرو کون کھڑے ہیں
ماتھا عرق آلود ہے موتی سے جڑے ہیں

تختے درِ خیبر کے بھی قدموں میں پڑے ہیں
خوش لشکرِ اسلام میں تسبیح ڈھیرے ہیں

بازوئے علیؓ چوم لئے سروِ گل نے
مولا کو مبارک کہی صلواۃ کے غل نے

لاکھوں کا بھی لشکر ہو یہ خاطر میں نہ لائیں
بوچھاڑ میں تیروں کی نمازیں یہ پڑھائیں

کٹ جائے مگر سجدے سے سر کو نہ اُٹھائیں
قاتل کو یہ اصرار یہ شربت بھی پلائیں

کس قوم میں اس رنگ کے انسان ہوئے ہیں
ہیرو کہیں اصحاب سے ذیشان ہوئے ہیں

چیلنج زمانے کو ہے دیکھے یا دکھائے
یارانِ محمدؐ کی نظیر ایک تو لائے۔

کس صف میں کون ان کے برابر ہی بتائے
توحید میں اخلاق و شجاعت میں نہیں ہے
خواہش ہے کوئی دل میں تمنا نہ رہے آج
دنیا میں کسی غیر کا دعویٰ نہ رہے آج
دعویٰ ہے کہ اس دین کی ٹکر نہیں کوئی
اوتاروں کو نبیوں کو خدا تک بھی بنایا
اس شرک سے اس کفر سے کچھ ہاتھ بھی آیا؟
محبوبِ خدا! شک نہیں بعد آئے ہیں سب کے
دنیا میں محمدؐ سی ستائش ہوئی کس کی
کونین میں مسلم سی نمائش ہوئی کس کی
ہر گوشۂ بحر کس بر میں جزیرے میں نہیں ہے
دنیا میں جہاں جاؤ اذاں گونج رہی ہے
توحیدِ خدا آلِ محمدؐ کی دہائی
دن رات میں کل پانچ دفعات سرور
باور نہ ہو تو دیکھ لو دنیا میں نکل کر
ہیں یہ خدا کے یہ نہیں جانتے تم ہو
میں پوچھوں؟ یا تم پوچھتے ہو اہلِ جہاں سے؟
ٹکرانے کو ہے کوئی کتاب بھی قرآں سے؟
توریت بھی اب حضرت موسیٰ کی نہیں ہے
قرآن ہے محفوظ! جو پوچھا - کہاں ہاں - ہے
کہتے ہیں صداقت کا طلبگار جہاں ہے
وردِ اسکا کروڑوں ہیں فقط چین میں کرتے
قرآن کی روز ہوتی ہے دنیا میں منادی

گھر بیٹھے باتیں نہ کرے سامنے آئے
ہمسر کوئی ایثار و سخاوت میں نہیں ہے
کل کیلئے باقی کوئی جھگڑا نہ رہے آج
جگی رُخ اسلام پہ پروانہ رہے آج
بہتر تو کجا اس کے برابر نہیں کوئی
افلاک پہ امت نے رسولوں کو چڑھایا
اللہ نے پھر سب سے محمدؐ کو بڑھایا
کس پہلے نبی پر ہوئے افضال یہ رب کے
یوں عرش پہ ہی جا کے رہائش ہوئی کس کی
پوری بھلا ہر ایک ہی خواہش ہوئی کس کی
معلوم ہے؟ آغوش میں مسلم کے زمیں ہے
صدقے! تو فضاؤں میں کہاں گونج رہی ہے
ہر جگہ ہے افضال محمدؐ کی دہائی
کہتی ہے بڑے ٹھاٹھ سے اللہ اکبر
بائیبل پڑھی جاتی نہیں قرآں کے برابر
شُدھ خاک کرو گے تم ابھی آپ ہی گم ہو
ڈرتا ہوں کوئی تیر نکل جائے زباں سے
یہ پوپ کی انجیل اٹھا لائے کہاں سے
گرجا میں زباں تک بھی مسیحا کی نہیں ہے
اک شوشے ہی کا فرق دکھا دیجے کہاں ہے
سچائی اگر ہے کہیں کامل تو یہاں ہے
لاکھوں نئے شامل بھی ہیں جو دین میں کرتے
کہساروں میں صحراؤں میں دریاؤں میں منادی

خواجہ مرا کرتا ہے کلیسا میں منادی ۔۔۔ جوگی نے بھی کی بارہا گرجا میں منادی
تھی دین کی تلوار کبھی چین میں نکلی ۔۔۔ تعداد کروڑوں کی یہ کیوں دین میں نکلی
محکوم ہیں مسلم یہاں ذیجاہ نہیں ہے ۔۔۔ اِکدن بھی ہوا چین میں شاہ نہیں ہے
لوگوں پہ ذرا جبر یا اکراہ نہیں ہے ۔۔۔ "کلمہ بگو کافر" بھی کہا گاہ نہیں ہے

کہتے تھے کبھی دین جو تلوار سے پھیلا
اب پوچھا تو شرما کے کہا پیار سے پھیلا

ضمیمہ نمبر ۵

عظمتِ کشمیر

از ابو المعانی منشی تاج الدین محمد صاحب تاج
سابق ایڈیٹر ہنٹر والمجدد۔ لاہور

چشم بدبیں نے جو دیکھا بہ نگاہِ تحقیر ۔۔۔ گویا پیوست رگِ جاں میں کوئی ہو گیا تیر
اللہ اللہ وہی درپئے تذلیل ہوئے ۔۔۔ جن کے اجسام رذالت کی نہیں کوئی نظیر
جسقدر عیب ہیں دنیا کے وہ سب ہم میں ہیں ۔۔۔ ہم برے سارے جہاں سے یہ ہماری تقدیر
پاسِ عصمت نہیں جنکو انہیں ہم سے نفرت ۔۔۔ مجتنب ہم سے وہ ہیں نجس ترین جن کا خمیر
بدزبانی سے ہمیں یاد وہی کرتے ہیں ۔۔۔ جنکی دریوزہ گری ہوتی ہے وجہ توقیر

ان بداندیشوں کا سنئے تو ذرا طعنِ زبل
میں برا اس لئے ہوں کیونکہ میں کشمیری ہوں

خود جو چھلنی ہیں وہی طعن دیا کرتے ہیں ۔۔۔ خود جو بدنام ہیں وہی نام دھرا کرتے ہیں
اک طرف سفلۂ خوش پوش مگر ظلم یہ ہے ۔۔۔ دربدر خاک بسر جو کہ پھرا کرتے ہیں
مدعی ہوتے ہیں اترا کے شرافت کے وہی ۔۔۔ جوتیاں کھا کے گذارہ جو کیا کرتے ہیں
بہ قدر دیکھے گا دنیا میں اقوامِ ذلیل ۔۔۔ اُن کے افراد برا ہم کو کہا کرتے ہیں

بھانڈ اور ڈوم بھی نفرت سے ہمیں دیکھتے ہیں / نام بد گوئی سے اپنا وہ لیا کرتے ہیں

فقرے اغیار کے سُن سُن کے قلق ہوتا ہے
اُن کی تحقیر سے سینہ مرا شق ہوتا ہے

میں دکھا دوں گا تمہیں آج قلم کے جوہر / دلِ اعدا پہ چلیں جو کہ بانِ خنجر
مدعی ہم ہیں فضیلت کے زمانے بھر میں / بڑھنا چاہے جو کوئی کھائے گا مُنہ کی ٹھوکر
ہم نے تہذیب و شرافت ہی سکھائی سب کو / ہم نے تقسیم کئے دنیا میں ہاں علم و ہنر
آبیاری سے کئے ہم نے گلستاں شاداب / ہم سے سرسبز ہے دنیا میں زمینِ بنجر
کوئی روباہ صفت ہم سے مقابل کیا ہو / غصہ آجائے تو بن جاتے ہیں ضیغم نر

ہم سبق دیتے ہیں دنیا کو جہانبانی کا
قاعدہ ہم ہی سکھاتے ہیں سلیمانی کا

عرصۂ رزم میں چلتی ہوئی تلوار ہیں ہم / ایک جانباز بہادر دمِ پیکار ہیں ہم
بُت شکن گذرا ہے سلطان سکندر ہم میں / کیونکہ توحید الٰہی کے پرستار ہیں ہم
اللہ اللہ زبردست ولی ہم میں ہوئے / ایک عالم کی عقیدت کے سزاوار ہیں ہم
دوسری قوموں کو ہم نے ہی ولایت بخشی / غوث و ابدال و قطب سیّد و ابرار ہیں ہم
الف ثانی کے مجدد کا بڑا رُتبہ ہے / اُنکے اُستاد ہیں اور کاشفِ اسرار ہیں ہم

ہم وہ عامل ہیں کہ تعلیم عمل دیتے ہیں
بخدا ایک زمانے کو بدل دیتے ہیں

بیشک اُستادِ زمانہ علماء ہم میں ہوئے / جن کا ثانی نہیں ایسے فضلا ہم میں ہوئے
عرش پیما وہ تخیل۔ وہ زباں کی خوبی / غیرتِ اہلِ زباں وہ شعراء ہم میں ہوئے
وہ مصنف۔ وہ ادیب اور بلیغِ یکتا / والیٔ ملکِ فصاحت فصحاء ہم میں ہوئے
سُرمۂ چشم بنے جن کا غبارِ کفِ پا / وجۂ تقلیدِ شرافت شرفاء ہم میں ہوئے
بخدا مشرق و مغرب میں ہمارا ہے فیض / رشکِ بقراط و ارسطو حکماء ہم میں ہوئے

دہلی و لکھنؤ میں اپنے شفاخانے ہیں

اس کے منکر جو ہیں واللہ وہ دیوانے ہیں

رستمِ ہند کا کس قوم نے پایا ہے خطاب — کس کے بچوں میں ہے پیدا صفتِ افراسیاب
پہلوانی کو دیا ہند میں کس نے ہے فروغ — فنِ کشتی میں نہیں رکھتی کوئی اپنا جواب
جا کے یورپ میں بھی ہاں دھاک بٹھا دی کس نے — کس کے ہاتھوں سے ہوئے معترف زور و شباب
علیا و رمضی و صدیقا و باتا تھے کون؟ — نام کس کس کے لکھوں نام ہیں بجد و حساب
دیوزادوں پہ بھی غالب رہے ہنگامِ نبرد — سام و گودرز ہی جو ہاں کر جنہیں کہتے آداب

اک زمانے میں مسلم ہے شجاعت اُن کی
جو نہیں مانتے بیشک ہے جہالت اُن کی

اس گئے گذرے زمانے میں کسی سے نہیں کم — آنریبل ہیں اراکین حکومت ہیں ہم
ہاں گورنمنٹ نے بھی خان بہادر مانا — کتنے جج ہم میں ہوئے کتنے ہوئے اہلِ قلم
حشر و اقبال سے شاعر ہیں ہمارے اپنے — گو عدم شرکتِ اقبال کا سب کو ہے الم
مالکِ مطبع و اخبار و اڈیٹر ہم ہیں — نام اعزاز سے سرکار میں ہوتے ہیں رقم
ڈاکٹر تاجر و صنّاع ہیں بیرسٹر ہیں — اب بھی باقی ہیں مری قوم میں آثارِ حشم

اب بھی نوابوں میں نام اپنا رقم ہوتا ہے
آسماں اب بھی کرے سامنے خم ہوتا ہے

وہ ذہانت ہے کہ آفاق میں مشہور ہیں ہم — دین و دنیا کے کمالات سے معمور ہیں ہم
پر کہیں اپنے کمالات دکھا سکتے نہیں — کیونکہ وابستگی جور سے معذور ہیں ہم
کر دیئے پست حکومت نے ہمارے جذبات — کیا چڑھیں بامِ ترقی پہ کہ مجبور ہیں ہم
جان ہر وقت ہی سولی پہ چڑھی رہتی ہے — گو شریعت ہی کے حامی ہیں پہ منصور ہیں ہم
لاکھ چلائیں پہ شنوائی نہیں ہوتی کچھ بھی — کیونکہ گوشِ دلِ حاکم سے بہت دور ہیں ہم

ہم اراکینِ ریاست کے ستم سہتے ہیں
لیکن اُف تک بھی کبھی تا نہ جہیں لیتے ہیں

ضمیمہ نمبر ۶

رزولیوشنز

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس اجلاس نہم منعقدہ لاہور ۲۴-۲۵ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

ریزولیوشن نمبر ۱۔ مسلم کشمیری کانفرنس کا یہ سالانہ جلسہ جملہ بزرگانِ اسلام جو فوت ہو چکے ہیں۔ اور خصوصاً مندرجہ ذیل بزرگانِ قوم کی وفات پر دلی رنج والم کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کی وفات کو ایک قومی صدمہ تصور کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

(ل) خان بہادر خواجہ الہ بخش صاحب سابق پریزیڈنٹ مسلم کشمیری کانفرنس منعقدہ جہلم (ب) میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم و سیکرٹری انجمن اسلامیہ امرت سر (ج) میاں شمس الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس لاہور (د) میاں حاجی نظام الدین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر امرت سر (ہ) خواجہ عبد الصمد صاحب ککڑو رئیس بارہ مولا کشمیر۔ محرک صاحب صدر

ریزولیوشن نمبر ۲۔ یہ جلسہ ہز آنر نواب سر ایڈورڈ میکلیگن صاحب بہادر کے بعہدہ لفٹنٹ گورنر پنجاب تقرر پر دلی اظہار مسرت کرتا ہے۔ محرک صاحب صدر

ریزولیوشن نمبر ۳۔ یہ جلسہ مسلمانانِ کشمیر سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ ریاست کے دیہات میں پرائمری مدارس کی جس قدر تعداد بڑھا سکتے ہیں۔ بڑھائیں۔ اور ہر ضلع کے صدر مقام پر مڈل سکول قائم کریں۔

محرک۔ شیخ دین محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ گوجرانوالہ

مؤید۔ منشی محمد عظیم صاحب کالا ضلع جہلم

ریزولیوشن نمبر ۴۔ یہ جلسہ انجمن نصرت الاسلام سرینگر سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ تمام کشمیر کا دورہ کر کے کم از کم پچاس ہزار کا سرمایہ جمع کریں۔ اور اسلامیہ سکول کو اول درجہ کا ہائی سکول بنائیں۔ محرک ایضاً۔ مؤید ایضاً۔

ریزولیوشن نمبر ۵ یہ جلسہ انجمن ہمدرد اسلام سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ تمام نادار طلباء کے لئے وظائف دیکر ان کو ابتدائی و سکینڈری تعلیم میں مدد دیں۔ محرک ایضاً۔ موید ایضاً

ریزولیوشن نمبر ۶ - یہ جلسہ دربار کشمیر کی توجہ ان معروضات کیطرف منعطف کراتا ہے۔ جو محمڈن ڈیپوٹیشن نے بمقام سری نگر ستمبر ۱۹۱۳ء میں حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کی گئی تہیں۔ اور ان معروضات کیطرف جو کشمیری کانفرنس کے ڈیپوٹیشن نے بمقام لاہور جنوری ۱۹۱۸ء میں پیش کی تھیں اور اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ کہ دربار نے تا حال ان معروضات پر بہت کم توجہ کی ہے

محرک حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

موید۔ میاں حسام الدین صاحب آنریری سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانان امرتسر

ریزولیوشن نمبر ۷۔ مسلم کشمیری کانفرنس کا یہ جلسہ محکمہ جوڈیشل ریاست کشمیر اور محکمہ جنگلات و پبلک ورکس میں مسلمانوں کی کمی کو بہ نظر افسوس دیکھتا ہے اور ریاست کی خدمت میں ادب سے ملتمس ہے۔ کہ ان محکمہ جات میں قابل مسلمانوں کا تقرر فرمائیں۔ اور اگر ریاست میں سے قابل مسلمان نہ مل سکیں۔ تو جس طرح اور قوموں کے غیر ملکی بھرتی کئے جاتے ہیں مسلمان بھی بیرونجات سے منگوائے جائیں ٭

محرک۔ منشی حیدر محمد صاحب فیروزپور

موید۔ مسٹر عطا محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی گوجرانوالہ

ریزولیوشن نمبر ۸ یہ جلسہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں باادب مستدعی ہے کہ بلبل لنگر سرینگر کی مسجد حمام دارا شکوہ مسجد ملا شاہ مرشد دارا شکوہ۔ جامع مسجد مناور قلمرو جموں اور بالخصوص پتھر مسجد کو واگذار فرمایا جائے۔

محرک۔ پیرزادہ ولی اللہ صاحب مخدومی ایڈیٹر انتخاب گوجرانوالہ۔

مؤیّد۔ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

ریزولیوشن ۹ ۔ یہ جلسہ دربار کی خدمت میں التماس کرتا ہے۔ کہ ریاست جموں و کشمیر میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

محرّک ۔ مولوی محمد الدین صاحب بی ۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول لاہور۔

مؤیّد ۔ سید محسن شاہ صاحب وکیل ہائیکورٹ ۔ خواجہ عبد السبحان صاحب لدھیانہ

ریزولیوشن ۱۰ ۔ مسلم کشمیری کانفرنس کا یہ جلسہ برادری سے توقع رکھتا ہے کہ بوقت شادی و غمی اسراف نہ کریں۔ اور حتی الوسع شریعت اسلامی کے مطابق ان تقریبوں کو پورا کریں ۔ اور یہ اس شہر کی برادری کا فرض ہو۔ کہ بوقت شادی و غمی حسب مسودہ اصلاح رسوم منظور شدہ (مرتبہ مولوی ثناء اللہ صاحب) پر عمل کریں اور کرائیں ۔

محرّک ۔ مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی ۔ اے وکیل سیالکوٹ ۔

مؤیّد ۔ مولوی محمد الدین صاحب بی ۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ ۔ لاہور ۔

تائید مزید ۔ منشی تاج الدین احمد صاحب تاج ۔ اڈیٹر اخبار ہنٹر ۔ لاہور ۔

ریزولیوشن ۱۱ ۔ یہ جلسہ اس امر کو نہایت افسوس سے دیکھتا ہے۔ کہ دربار کشمیر نے محمڈن انسپکٹر مدارس کی حدود معائنہ کو کم کر دیا ہے۔ اور استدعا کرتا ہے ۔ کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت کی نگہداشت کے لئے مسلمان انسپکٹر کے حدود معائنہ کو بحال رکھا جائے ۔

محرّک ۔ مسٹر دین محمد صاحب ایم اے ۔ ایل ایل بی وکیل گوجرانوالہ ۔

مؤیّد ۔ ملک قادر بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر مزنگ ۔ لاہور ۔

ریزولیوشن ۱۲ ۔ یہ جلسہ دربار کشمیر سے مستدعی ہے ۔ × × × × × ×

× کہ گورنر کشمیر اور جوڈیشل افسر کشمیر کی دو اسامیوں میں سے ایک آسامی پر مسلمان کا تقرر ضروری ہے ۔

محرک - منشی کرم الہٰی صاحب بی - اے، وکیل سیالکوٹ +

مؤید - میر جان محمدؐ صاحب گوجرانوالہ +

ریزولیوشن ۱۳ - اس جلسہ نے ہوم منسٹر کے اس فعل کو جو انہوں نے ریاست کے ایک مسلمان کے مذہبی جذبات کے اظہار کے خلاف کیا ہے - نہایت افسوس سے دیکھا ہے - اور درخواست کرتا ہے - کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی جذبات کے اظہار میں کسی قسم کی روکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے +

محرک - خواجہ عبدالرحمٰن صاحب - بی - اے غازی - لاہور

مؤید - مولوی کرم الہٰی صاحب بی - اے ایل - ایل - بی وکیل سیالکوٹ +

ریزولیوشن ۱۴ - یہ کانفرنس اخبار کشمیری کو اپنا قومی آرگن تسلیم کرتی اور گرانیٔ کاغذ اور اہلِ مطابع وغیرہ کے اضافہ مطالبہ کی وجہ سے اس کی امداد کی توسیع اشاعت نہایت ضروری سمجھتی ہے -

محرک - سید محسن شاہ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی وکیل آنریری جنرل سکرٹری کشمیری کانفرنس +

مؤید - میاں حسام الدین صاحب ٹھیکیدار و آنریری جنرل سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانانِ امرت سر +

ریزولیوشن ۱۵ - یہ کانفرنس دربار کشمیر سے استدعا کرتی ہے - کہ آنریبل مسٹر شارپ سابق ایجوکیشنل کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا و حال سکرٹری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کی رپورٹ جو انہوں نے تعلیم کشمیر کے متعلق لکھی تھی - اسے بغرض اطلاع پبلک شائع کیا جائے - اور نیز اس امر سے مطلع کیا جائے - کہ مسٹر شارپ کی سفارشات پر کہاں تک دربار نے عمل کیا ہے +

محرک - سید محسن شاہ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی وکیل و آنریری جنرل سکرٹری مُسلم کشمیری کانفرنس لاہور +

مؤید - مولوی محمد الدین صاحب بی - اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول لاہور

ریزولیوشن ۱۶ - کانفرنس کا یہ اجلاس کشمیری مسلمانوں سے استدعا کرتا ہے - کہ وہ آیندہ مردم شماری کے وقت کاغذات میں لفظ کشمیری کے ساتھ اپنی گوت بھی لکھایا کریں - صدر

ریزولیوشن ۱۷ - یہ اجلاس گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے - کہ صاحب سنسس کمشنر کو ہدایت کی جائے - کہ وہ مسلمان کشمیریوں کی گوت بھی درج کیا کریں - صدر

ریزولیوشن ۱۸ - یہ کانفرنس اسسٹنٹ رزیڈنٹ پونچھ سے باادب مستدعی ہے - کہ ریاست پونچھ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کی طرف خاص توجہ فرمائی جائے - اور چونکہ ریاست کی ۲½ لاکھ کی آبادی میں تین لاکھ مسلمان ہیں - اس لئے اعلیٰ تعلیمی افسر بھی مسلمان ہونا چاہیئے - اور ریاست کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر یا سیکنڈ ماسٹر میں سے ایک مسلمان ہونا چاہیئے ؎

محرک - منشی محمد الدین صاحب - فوق - ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور

موید - منشی قادر بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر - لاہور -

ریزولیوشن ۱۹ - یہ کانفرنس کشمیر کے مظالم بیگار پر اپنا دلی افسوس ظاہر کرتی ہے اور دربار سے مستدعی ہے - کہ اس بیدردانہ طریق کو جلد تر موقوف کیا جائے - صدر

ریزولیوشن ۲۰ - یہ کانفرنس دربار کشمیر سے پُرزور التماس کرتی ہے - کہ ریاست کشمیر کے دونوں صوبوں میں جن میں مسلمانوں کی تعداد ۲۴ لاکھ کے قریب ہے - اور جو قریباً سب زمیندار ہیں - ایک بھی مہتمم یا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست مسلمان نہیں ہے - بالخصوص کشمیر میں ایک مہتمم بندوبست ضرور ہونا چاہیئے - جہاں مسلمان زمینداروں کی آبادی ۹۰ فیصدی سے زیادہ ہے ؎ صدر

ریزولیوشن ۲۱ مسلم کشمیری کانفرنس بحیثیت مسلمان ہونے کے خلافت کے مسئلہ میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہم نوا ہو کر گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اپنے وعدہ مندرجہ رپورٹ رولٹ کمیٹی کے مطابق عرب اور عراق عرب سے اپنا قبضہ اور اثر اٹھا لے - اور حسب وعدہ وزیر اعظم خلافت اسلامیہ کو کسی قسم کا

نقصان نہ پہنچنے دے ۔

محرک ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث ۔ امرتسر ۔

ریزولیوشن ۲۲ ۔ کانفرنس ہذا نے نہایت رنج اور دلی افسوس سے سنا ہے کہ خلاف معاہدہ بندوبست ریاست نے نوتوڑ اراضی پر گذشتہ پانچ سال کا مالیہ وصول کیا ہے ۔ جو بالکل خلافِ انصاف ہے ۔ اور بقایا مجوزہ بھی ابھی تک وصول ہو رہا ہے ۔

محرک ۔ پیر ولی اللہ صاحب مخدومی اڈیٹر انتخاب گوجرانوالہ

موید ۔ منشی غلام محمد صاحب خادم

ریزولیوشن ۲۳ ۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ محبوسینِ مارشل لاء کو عموماً اور مولوی خواجہ عبدالحی صاحب کو خصوصاً بلا کسی شرط کے رہا کر دیا جائے ۔ صدر

ریزولیوشن ۲۴ ۔ کشمیری کانفرنس کا یہ جلسہ گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے ۔ کہ دربار کشمیر کے کاغذات میں جو مسلمان قومیں زراعت پیشہ ہیں ۔ وہ پنجاب میں بھی زراعت پیشہ قرار دی جائیں ۔ محرک ۔ صدر

ریزولیوشن ۲۵ ۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے ۔ کہ رزولیوشنز (۶ ۔ ۷ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۵ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ ۲۲) دربار کشمیر کی خدمت میں بذریعہ وفد پیش کئے جائیں ۔ اور علاوہ ازیں جملہ معروضات متعلق تعلیم مسلمانانِ کشمیر وفد پیش کرے ۔ اور نیز فارن سکرٹری گورنمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں بھی وفد پیش ہو ۔

ریزولیوشن ۲۶ ۔ یہ جلسہ ریزولیوشن ۱۰ پاس کردہ راولپنڈی کانفرنس کو دوبارہ دربار کشمیر کے نوٹس میں لا کر مستدعی ہے ۔ کہ ان معروضات پر توجہ کی جائے ۔

ریزولیوشن ۲۷ قوم کے ہونہار مگر نادار بچوں کی اعلےٰ تعلیم کے لئے کانفرنس ضروری سمجھتی ہے ۔ کہ وظائف قرض حسنہ کے لئے ایک معقول سرمایہ جمع کیا جائے ۔ جس کی مقدار پچاس ہزار روپیہ ہو ۔

محرک ۔ مسٹر عطا محمد صاحب بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی وکیل ۔ لاہور

موید ۔ سید محسن شاہ صاحب وکیل ۔ لاہور

ریزولیوشن ۲۵۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے۔ کہ کانفرنس کے قواعد میں ترمیم کیجائے کہ آیندہ سنٹرل کمیٹی کا صدر صرف سال بھر کے لئے اس سال کی کانفرنس کے جلسہ کا صدر ہوگا ۔

محرک۔ سید محسن شاہ صاحب وکیل ہائیکورٹ لاہور

موید۔ منشی محمد الدین صاحب فوق۔ ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور ۔

ضمیمہ نمبر ۷

پنڈت گوپی ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار عام کی تقریر

کشمیر کے پنڈت صاحبان اور مسلم بھائیوں میں اتحاد کی ضرورت کا اظہار

صاحبان! میں آپکے جنرل سکرٹری صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ ان محبت آمیز الفاظ کے لئے جو انہوں نے میری نسبت فرمائے ہیں۔ مجھے اپنی مختلف مصروفیتوں کے باعث جلسوں میں شمولیت کی فرصت بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ میرے کشمیری مسلم بھائیوں کا جلسہ تھا۔ اس لئے میں خاص شوق سے اس میں شامل ہؤا کہ اپنے مسلمان کشمیری بھائیوں سے واقفیت حاصل کروں۔ اور مجھے عین خوشی یہ دیکھ کر ہوئی۔ کہ اس میں کیسے کیسے برگزیدہ اور لائق معززین شامل ہیں۔

کشمیر ہم سب ہندو مسلمان بھائیوں کا ساجھا وطن ہے۔ ایک ہی سرزمین اور ایک ہی آب و ہوا میں ہم پلے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی بھی در اصل ہمارے ہی خون کے ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ کہ مردم شماری میں گوت بھی لکھوانے کی طرف توجہ فرمائی۔ اس سے دنیا پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ آپ اور ہم ایک ہی خون اور نسل میں سے ہیں (چیرز) اگرچہ حالات زمانہ سے اب مذہب ہمارے مختلف ہیں۔ مگر ہم ایک ہی پروردگار کی مخلوق اور اسی کے سامنے سجدہ کرنے والے ہیں۔ آپ مسجدوں

ہیں اس کی یاد کریں اور ہم مندروں میں۔ اس سے ہمارے برادرانہ اتحاد میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا ؛

کشمیر میں زمانہ قدیم سے ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات غایت درجہ کے برادرانہ اور ہمدردانہ رہے ہیں۔ امیر سے امیر کشمیری پنڈت خاندانوں میں ان کے تمام خاص باعتبار معتبر مسلمان بھائی رہے ہیں۔ با حیثیت پنڈت خاندانوں کے تمام بچے مسلمان خواتین کے دودھ سے ہی پلے ہیں۔ اور مسلمان محافظان کی گود میں ہی پرورش پائی ہے۔ اسی طرح جس قدر مشہور مسلمان تاجر ہیں۔ اُن کے یہاں معتبر منشی سب کشمیری پنڈت ہیں۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ کشمیری پنڈت اور کشمیری مسلمانوں کا تعلق آپس میں سچے بھائیوں کا سا رہا ہے۔ ایک مسلمان کشمیری خوش حال ہو۔ تو بیسیوں پنڈت اس کے ذریعہ پرورش پاتے ہیں۔ اور اگر ایک کشمیری پنڈت صاحب ثروت ہو۔ تو بیسیوں مسلمان بھائی اس کے ذریعہ خوشی سے پلتے ہیں۔ وچیزرا لیکن زمانہ کی گردش نے اب وہاں عام طور پر نہ مسلمانوں کو خوشحال رکھا اور نہ پنڈتوں کو ؛

باہر کے لوگ جب ریاست میں برسرکار ہوئے۔ تو انہوں نے کشمیری پنڈتوں اور مسلمانوں میں باہمی نفاق کا بیج ڈال کر دونوں کو اُلّو بنایا۔ کسی نے مسلمانوں کو اُبھارا کہ تمہاری آبادی زیادہ ہے۔ ملازمتوں کا مطالبہ کرو۔ کسی نے ہندوؤں کو اُبھارا کہ تم لائق اور اہلِ قلم ہو۔ تم میدان میں مقابلہ پر آ ترو۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بلیاں اپنی ساجھی روٹی کی تقسیم کے لئے جھگڑنے لگیں۔ اور بندر نے پنچ بن کر دونوں کا لقمہ چھین کر اپنے پیٹ میں ڈال لیا

~~~

غیر ملکی جس جگہ جائیں گے آفت ڈھائینگے ۔ آئینگے خود اور اپنے ہم وطن بلوا ئینگے

ہو رہی ہے ایسی بات کی یہاں بھی ابتدا ۔ اب خدا حافظ ہے اہلِ خطۂ کشمیر کا

ہمارے باہمی نفاق سے یہ حال ہوا۔ کہ ریاست کشمیر میں اصلی باشندگانِ کشمیر کیا ہندو اور کیا مسلمان دونوں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ ریاست
~~~

ہذا کی سول لسٹ کو دیکھو۔ نہ ریاستی کشمیری مسلمان نظر آتا ہے۔ اور نہ کوئی پنڈت +

یہ ہماری باہمی لڑائی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم دونوں سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ اور باہر کے لوگ سب بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہو گئے۔ اور ہم دونوں منہ تکتے رہ گئے +

میرے دوست مسٹر فوق صاحب کا اخبار کشمیری اور اخبار عام دونوں اسی طرح باہم بلیوں کی طرح حصول عہدوں کے لئے لڑتے رہے۔ اور بندروں کا کام بن گیا شکر ہے۔ کہ اب ہم کو سمجھ آگئی ہے۔ اور ہم نے کمال نقصان برداشت کر کے یہ سبق سیکھا ہے۔ کہ آیندہ ہم اہل وطن کی خدمت کریں۔ چاہے وہ پنڈت ہوں یا مسلمان + (چیئرز)

صاحبان مختلف صیغہ جات ہیں جن ملازمتوں کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ اس کے لئے جیسا آپ کو رونا ہے۔ ویسا ہی پنڈتوں کو ہے بجائے اس کے یہ کانفرنس مسلم کشمیری کانفرنس ہوتی۔ بہت بہتر ہو۔ کہ آیندہ سے یہ جنرل کشمیری کانفرنس ہوا کرے۔ جس میں پنڈت اور مسلمان دونوں شامل ہوں۔ کیونکہ ہمارے مطالبات بھی بالکل آپ کے اپنے ہیں + (چیئرز)

باہر کے آدمیوں نے کشمیر میں جا کر ہم سب کو نالائق۔ دغاباز۔ جھوٹے۔ فریبی وغیرہ پکارنا شروع کیا ہے۔ لیکن ان صاحبان کی اپنی حالت کا پردہ اٹھا کر دکھایا جائے۔ تو ایسے گل کھلیں کہ دنیا دنگ رہ جائے۔ لیکن خاص اپنے وطن میں ہم دونوں کمزور ہیں۔ اور دن بدن کمزور بنائے جاتے ہیں۔ اور اپنی آواز تک بلند نہیں کر سکتے تجربہ بتا رہا ہے۔ کہ باہر سے جو اصحاب کشمیر میں مقرر ہو کر جاتے ہیں۔ چاہے ہندو ہوں یا مسلمان شاید ہی ان میں سے کوئی اہل وطن کا سچا غمگسار ہوتا ہے۔ ورنہ سب ہمارے اہل وطن کیا ہندو کیا مسلمان دونوں کی حق تلفی کر کے اپنے آدمیوں کو لا کر بھرتی کرتے ہیں +

اہل وطن میں باہمی کوئی کدورت یا حسد نہیں ہے۔ سب دل سے بھائی بھائی ہیں۔ لیکن باہر کے لوگ ہم میں تعصب پھیلا کر ہم دونوں کا ستیاناس کرتے ہیں +

میں کشمیری پنڈت ہوں - لیکن میں اور میرے تمام کشمیر کے پنڈت بھائی اُز حد خوش ہونگے - اگر ہمارے وطنی کشمیری بھائی خان صاحب مرزا غلام مصطفےٰ صاحب کو گورنر کشمیر مقرر کر دیا جائے - بجائے اس کے کہ باہر سے کوئی شیخ صاحب سلالہ صاحب چودھری صاحب - مسٹر صاحب یا سنگھ صاحب مقرر کر دئے جائیں (چیرز)

جو اُمیدیں ہم کو مرزا غلام مصطفےٰ صاحب ایسے اپنے وطنی بھائی سے ہونگی وہ باہر کے کسی آدمی سے نہیں ہو سکتیں - وہ مسلمان ہونے پر بھی ہمارے سچے ہمدرد ہیں - کیونکہ ہم میں سے ہیں - لیکن باہر کا آدمی ہندو ہونے پر بھی ہمارا ہمدرد نہیں ہو سکتا وہ اپنے ہی آوردوں کا پیٹ پالنے کی فکر کریگا -

اگر خاص کشمیر کا کوئی پنڈت رئیس گورنری یا بڑے عہدہ پر مقرر کیا جائے - تو کشمیر کے مُسلم بھائی اس سے اسی قدر خوش ہونگے - جیسا کہ پنڈت بھائی مرزا صاحب کے تقرر سے - لیکن موجودہ حالات میں نہ کوئی کشمیری پنڈت کو پوچھتا ہے نہ مرزا صاحب کو - سب باہر کے ڈھول بج رہے ہیں

صاحبان! تعجب اس بات کا ہے - کہ باہر کے لوگ جنکی بڑی مضبوط جماعت بن گئی ہے - جن میں ہندو مسلمان دونوں شامل ہیں - اہل کشمیر کو نہایت نالائق وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں - لیکن وہی کشمیری صاحبان جب کشمیر چھوڑ کر ہندوستان چلے آتے ہیں - تو وہ ہر حالت میں ذکی - فہیم - لائق - ہوشیار خیال کئے جاتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ رتبے اپنی ایمانداری اور لیاقت سے حاصل کرتے ہیں - پھر کیا وجہ ہے - کہ ہم اپنے اصلی وطن میں جہاں ہمارا خون اور آب و ہوا خالص ہے - وہاں ہم کو نالائق کہا جاتا ہے !

وجہ صاف ہے کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے - ہمارے منہ کا نوالہ چھینا جا رہا ہے - ہم اپنے وطن میں فاقہ کشی سے مر رہے ہیں بلکہ بقولیکہ "پراگندہ روزی پراگندہ دل" اور باہر کے لوگ موجیں اُڑاتے ہیں - تمام بڑے عہدوں پر باہر کے لوگ قابض ہیں - اور ہم ظلم رسیدہ اس واسطے نالائق ہیں - کہ ہم اپنے حقوق طلب کرتے ہیں *

کشمیر سے باہر نکل کر تو ہم جج پنڈت رام نرائن - اگزیمنر پرمیناتھ - کمشنر نرندرناتھ کمشنر ہری کشن کول - آنریبل موتی لال نہرو - آنریبل تیج بہادر سپرو - آنریبل جگت نرائن - ڈاکٹر محمد اقبال - آنریبل خواجہ یوسف شاہ - محسن شاہ - فیروزالدین - شیخ غلام صادق - نواب ڈھاکہ - ڈاکٹر سیف الدین کچلو - آغا حشر کاشمیری ایسے صاحبان پیدا کر سکتے ہیں - جن کی لیاقتوں کی دھاک دنیا میں ہے - مگر اپنے خاص وطن میں ہم نالائق خیال کئے جاتے ہیں - اور خاص کر ان لوگوں کے خیال میں جو ان کشمیری صاحبان کے مقابلہ میں پاسنگ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے ÷ (چیرز)

صاحبان! آپ تعلیم تعلیم لازمی تعلیم کے لئے بہت شور مچا رہے ہیں - مگر آپ کو معلوم ہے - کہ ریاست ہذا میں تعلیمیافتہ گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ صاحبان کس طرح در بدر اور خاک بسر پھر رہے ہیں؟ باہر کے ٹڈپچی - مڈل فیل انٹرنس فیل معقول تنخواہیں لے کر دندناتے ہیں - اور ریاست کے گریجوایٹ ٹکریں مار رہے ہیں کوئی پرساں نہیں ہوتا - ہم اپنے پنڈت بھائیوں کو صنعت اور حرفت کی طرف لگانا چاہتے ہیں - کہ دو پیسے کما کر پیٹ بھر سکیں - اور آپ تعلیم تعلیم پکار کر ان غریبوں کی روزی چھیننے کا بندوبست کر رہے ہیں - جو اس وقت آزادی سے پیٹ پالتے ہیں ÷

جہاں تک میں نے دیکھا - ایک مسلمان کاریگر چاہے کسی پیشہ کا ہو اس کا بیٹا دس بارہ برس کی عمر سے ہی آٹھ آنہ بارہ آنہ روز کما لیتا ہے - بیس برس کی عمر تک کا نوجوان اپنی صنعت اور حرفت سے دو روپیہ تین روپیہ چار روپیہ روز کما لیتا ہے - لیکن اگر بیس برس کی عمر میں وہی لڑکا گھر کا کھا کر پہکر اور کثیر اخراجات اٹھا کر انٹرنس پاس کرتا ہے - تو پھوٹی کوڑی نہیں کما سکتا - کاریگری کے کام کو کرنا ہی عار سمجھتا ہے - بلکہ عموماً عینک لگا کر اور نکٹائی باندھ کر گھر کے لئے بار گراں ہوتا ہے - آپ ایسی تعلیم پھیلا کر اپنے کشمیری مسلم بھائیوں پر کیا احسان کرینگے؟ ان کے لئے زیادہ تر صنعت اور حرفت اور تجارت کی تعلیم کا بندوبست کیجئے - تاکہ

پیٹ پالیں۔ اور کسی کے دست نگر نہ رہیں +

نہایت بدقسمتی کی بات یہ ہے۔ کہ اب کشمیر کی حرفت او صنعت اور تجارت بھی زیادہ تر باہر کے آدمیوں کے ہاتھ میں جا رہی ہے۔ پردیسی بڑے بڑے اہلکاران اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔ وہاں تک پہلے تو جیسے وسائل سے ہو ریاست کی اسامیوں پر جیسے بنے وہنسا دیتے ہیں۔ اور اس سے جو بچتے ہیں۔ ان کو تجارت صنعت و حرفت میں لگا دیتے ہیں۔ اور خود بوجہ باسوخ ہونے کے ان کے دھندوں کی امداد کرتے اور کراتے ہیں۔ جس میں در اصل ان کا ذاتی انٹرسٹ ہے۔ اسی طرح سے ہمارے مسلمان بھائی جن کے ہاتھ میں زیادہ تر تجارت ہے۔ ان کے بھی مُنہ کا نوالہ چھینا جا رہا ہے۔ بس اے بھائی صاحبان اس بات کی فکر کرو +

اول سوال پیٹ اور روٹی کا ہے۔ باہمی اتفاق سے اسے حل کرو۔ بقول لیکہ اول طعام بعدہٗ کلام کوئی صاحب باہر سے جاتے ہیں۔ تمام لال مرچوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ کوئی آٹے گیہوں کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں۔ کوئی بادا موں کے باغات پر ہاتھ مارتے ہیں۔ کوئی پھلوں کی تجارت کے مالک بن بیٹھتے ہیں۔ کوئی لوئی پٹو کے کارخانے کھول رہے ہیں۔ اور ہم مُنہ تکتے ہیں۔ غرضیکہ سرکاری ملازمت اور تجارت کے دروازے ہمارے لئے نہایت تنگ ہو رہے ہیں۔ یہ سوال ہے جس پر خاص توجہ درکار ہے۔ زمینوں اور چکوک پر بھی باہر کے لوگ قابض ہو رہے ہیں۔ اور ہم کو اپنے وطن میں زمین تک نہیں مل سکتی +

ہز ہائنیس مہاراجہ صاحب بہادر بہ نفس نفیس نہایت منصف مزاج۔ دھرماتما اور رحم کے دلدادہ ہیں۔ لیکن وہ اپنی طبیعت سے لاچار ہیں۔ جس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جس کو ان کے پاس زیادہ شرف باریابی کا موقعہ ملا۔ اس کا اثر ان کی شفاف طبیعت پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور بدقسمتی سے ان کے تمام اعلیٰ اہلکار اور درباری سب کے سب غیر ملکی ہیں۔ ایک بھی ان کی خاص رعایائے کشمیر میں سے نہیں ہے

کیا پنڈت کیا مسلمان دونوں میں سے ایک بھی کشمیری سر برآوردہ اہلکاران کے یہاں نہیں - جو ان کو حالات سے مطلع کرے یا اصلی حالت رعایا کی ظاہر کرے یا اصل رعایا کے حقوق کی پاسبانی کرے - ان کے گرد کا انفلوانس ایسا ہے - کہ جو اصلی وطنی باشندوں کے تمام حقوق کو چھین کر خود قابض ہونے کا روادار ہے - اگر ان کی رعایا میں سے کسی ایک کو ان کی نزدیکی کا موقعہ مل ہی جائے - تو باہر کے لوگوں کی نظر میں کھٹکتا ہے - کہ مبادا قابو نہ حاصل کرے - اور ان کے جادو کا قلعہ ٹوٹ جائے - یہ حالت موجودہ ہمارے مسلمان اور پنڈت بھائیوں کی کشمیر میں ہے - باہمی اتفاق سے اس کا بندوبست کرو ۔

دوران تقریر میں حاضرین میں سے ایک معزز مسلم بھائی نے پکارا - کہ "کشمیر فار کشمیر" یعنی کشمیر کشمیریوں کے لئے بلا تفریق پنڈت یا مسلمان کے ۔

اخیر میں پنڈت صاحب نے کہا - کہ آپ کا آرگن فقط اخبار کشمیری ہی نہیں ہے - بلکہ اخبار عام بھی ہے - جو ہر حالت میں آپ کی خدمت کو تیار ہے - اس پر بہت زور سے چیرز کے نعرے بلند ہوئے ۔

لاہور میں مسلم کشمیری کانفرنس کے اجلاس میں اہل کشمیر کی تعلیمی ترقی میں جو جو کوششیں ہمیں کرنی چاہئیں - اُن کا پرجوش ذکر کرتے ہوئے ایک صاحب نے فرمایا تھا - کہ کشمیریوں کو یوروالا کے بدلے ہم کم ہئیر سکھا دینگے ۔

پنڈت گوپی ناتھ صاحب اڈیٹر "اخبار عام" نے اپنی تقریر میں اس امر کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا - کہ کیوں صاحبان - کیا ہماری کشمیری زبان آپ کے خیال میں ایسی ناچیز اور حقیر ہو گئی ہے - کہ آپ اس کے بدلے "کم ہئیر" سکھانے پر آمادہ ہو رہے ہیں؟ کیا آپ کو کشمیری زبان سے ایسی نفرت ہو گئی ہے - کہ اس کو اڑا کر انگریزی کا رواج دینگے؟ اپنی مادری زبان - اپنے وطن کی زبان - اور اس کے ساتھ ایسا سلوک؟ اور قومیں تو اپنی مادری زبان کی عزت کر کے اس کی اشاعت کے درپے ہیں اور آپ اسے حرف غلط کی طرح مٹانا چاہتے ہیں؟ ہم سب پر لازمی ہے - کہ اور دیگر

زبانوں میں ماہر ہونے پر بھی اپنی مادری زبان کو نہ بھُولیں۔ اور جن کو اپنی مادری زبان نہ آتی ہو۔ وہ اس کی تحصیل میں جلد کوشش کریں۔

وہ بنگالی کیسا جو بنگالی زبان نہ جانتا ہو؟ وہ کشمیری کیسا جو کشمیری زبان سے ناواقف ہو؟ اگرچہ میری پیدایش لاہور کی ہے۔ اور یہیں تعلیم پائی۔ لیکن میں نے خاص کوشش سے کشمیری زبان سیکھی۔ اور میں خوشی کے ساتھ اس موقعہ پر کشمیری زبان میں تقریر کر سکتا ہوں۔ لیکن شاید آپ میں سے بہت سے صاحبان اُسے نہ سمجھ سکینگے۔

وہ دن نہایت خوشی کا ہوگا۔ جب ہمارے کشمیری کانفرنس کے اجلاس میں تقریریں کشمیری زبان میں ہوا کریں۔ پنڈت صاحب نے مذاقیہ طور پر یہ بھی کہا۔ کہ کشمیری زبان میں ہماری تقریریں ہونے پر ہم خیالات کا اظہار نہایت آزادی کے ساتھ کر سکینگے۔ اور جو چاہیں۔ کسی کے متعلق بے دھڑک طور پر کہہ سکتے ہیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی کو بھی معلوم نہ ہو سکیگا۔ کہ ہم کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس پر خوب قہقہہ ہؤا۔ ایک آواز آئی۔ کہ ایسی حالت میں سی۔ آئی۔ ڈی والے کشمیری رپورٹر مقرر کرینگے۔ دوسری آواز آئی۔ کہ اس سے بھی ہمارے چند کشمیری بھائیوں کے لئے رزق تو کھُلیگا !!!

ضمیمہ نمبر ۸

کشمیری کشمیر سے باہر

(از منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور)

یاد ایّام کہ تھے ہم خطۂ کشمیر میں　　　عیش کرتے تھے کبھی ملکِ ارم تحمیر میں

شامتِ اعمال سے افغاں حاکم ہو گئے
آ گئے وہ اور طالع بیدار اپنے سو گئے

گو انہوں نے ظلم کرنے میں نہ چھوڑی کچھ کسر
آ کے لیکن خالصہ نے اور بھی باندھی کمر

غیر ملکی حاکموں نے دل دکھایا بے طرح
کابلیوں اور سکھوں نے ستایا بے طرح

مشورے کرنے لگے باہم زمین و آسماں
یعنی آیا قحط بھی مثلِ بلائے ناگہاں

الغرض کشمیر کے گلزار میں آئی خزاں
ہم کو جنت میں جہنم کا نظر آیا سماں

بیکسی و بیدلی تھی جبکہ شیخ و شاب میں
ہم مہاجر آ گئے کشمیر سے پنجاب میں

کیا پریشانی کہیں اے آسمانِ بد گہر
جتنے موتی تھے لڑی میں ہو گئے سب منتشر

گو ذکاوت اور ذہانت کا خزانہ پاس تھا
آہ پر سو عیب کا اک عیب یہ افلاس تھا

ایسی بے حالی میں گو اپنا پرایا ہو گیا
صبر و اطمینان کا بھی گو صفایا ہو گیا

گو کیا اغیار نے ہم سے سلوکِ ناروا
ہم مگر ہر حال میں کرتے رہے شکرِ خدا

عار اس روٹی کو سمجھے ہم جو بے وقت ملی
شوق سے محنت وہاں کی جس جگہ محنت ملی

باوجودِ اس حال کے آنے نہ پایا کچھ ملال
باوجود اس بے پروبالی کے پایا وہ کمال

جوشِ قومی ہی جو شیخ و شاب میں وہ ہم سے ہے
آج جو رونق ہی کچھ پنجاب میں وہ ہم سے ہے

دیکھ لو ہر بزمِ قومی کو اگر باور نہ ہو
انجمن وہ کیا جہاں کشمیر کا عنصر نہ ہو

اہلِ علم و فضل بھی ہم میں ہیں سوداگر بھی ہیں
زور میں ہم رستمِ ثانی بھی اہلِ زر بھی ہیں

آنریبل بھی بہت نواب بھی ہم میں بہت
ہیں گرانمایہ جواہر ابنِ آدم میں بہت

دلی مرحوم کے گلشن میں جا کے گل بنے
اور پہنچے لکھنؤ میں جب زیبِ گل بنے

آستینِ علم میں جب تک عمل کا ہاتھ ہے
عہدِ انگلش میں بھی ہر ممکن ترقی ساتھ ہے

گو ہے اب تختِ ہوائی پر سلیمانیٔ قوم
گو نظر آتی نہیں ہمکو درخشانیٔ قوم

قوم کے بچے ہیں بازاروں میں آوارہ بہت
گو نظر آتا ہے یہ دلدوز نظارہ بہت

تو نے سوچا بھی کبھی اتنا مگر اے نکتہ داں
ہو رہے ہیں کیوں گُلِ کشمیر پامالِ خزاں

ایک وہ قومیں ہیں جو بیدار ہیں ہُشیار ہیں
ایک ہم بھی ہیں کہ ہیں گنتی میں پر بیکار ہیں

ایک وہ جو غیر پر طاقت کو کرتے ہیں عیاں
ایک ہم لڑ لڑ کے باہم ہو رہے ہیں نیم جاں

بے زروں کو اہلِ زر سے ہم کلامی کب ملے
جاہلِ مطلق کو دفتر میں اسامی کب ملے

بخت کا شکوہ عبث ہم آپ لائے یہ وبال
علم کے ناقدر دانوں کا یہی ہوتا ہے حال

علم کی ہے قدر ہر وادی میں ہر کہسار میں
یاں کے ہر دربار میں اللہ کی سرکار میں

علم وہ طاقت ہے جو میدان سے ہٹتی نہیں
علم وہ دولت ہے جو بڑھکر کبھی گھٹتی نہیں

یاد رکھو زندگی اُس شخص کی بیکار ہے
علم کے پڑھنے پڑھانے سے جسے انکار ہے

ضمیمہ نمبر ۹

اِنسانیّت

(از منشی نذر محمد صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول۔ جموں)

تری قدرت کی رنگینی و رعنائی پہ قرباں ہوں
جہاں میں دیکھ کر تیرے کرشمے سخت حیراں ہوں

جہاں تیرا ہی کیا۔ ہے سر بسر تصویرِ رعنائی
میں بوقلمونیٔ دُنیا کے جلووں سے پریشاں ہوں

صفا کی راہ پہ گو کتنا ہی ہو ثابت قدم میرا
ترے عالم میں حیرانی سے میں افتاں و خیزاں ہوں

تری تائیدِ غیبی کے بدوں کچھ ہو نہیں سکتا
میں اپنے حال پر دل خستگی سے آپ گریاں ہوں

میں بیدردیٔ آگہی درد کو ظاہر کروں کیونکر؟
میں اپنے درد کا تیری مدد سے آپ درماں ہوں

میری بیتابیوں سے اک زمانہ بھر میں ہلچل ہے
لئے بیٹھا رگ و ریشہ میں اپنے برقِ سوزاں ہوں

میں اپنے آپ پر اب اپنے ہاتھوں آپ روتا ہوں
میں خود ہی اپنی کشتِ غم کی افزونی کو باراں ہوں

بھلائی کی جو نا اہلوں سے اجر اس کا بدی پائی
کیا جو کچھ کیا میں نے۔ دریغا سخت ناداں ہوں

بھنک جب سے صدائے زنگ کی سُن لی ہے کانوں نے
اسی دم سے مثالِ قیس میں غلطاں و پیچاں ہوں

اگر آجائے میرے سامنے بھی ناقۂ لیلےٰ
نہ کم ہو سوز میرا ایسا قیسِ آتش بداماں ہوں

نہ تابِ قُرب رکھتا ہوں نہ تابِ بُعد ہی مجھ کو
عجب اُلجھیڑے میں جاں ہے میں بیتابی سے غلطاں ہوں

ہزاروں نافے دیکھے ہیں نہیں ہیں جن والہ صورت
قسم خالق کی میں تو لیلائے معنی پہ قرباں ہوں

گیا لُٹ روزِ روشن میں عزیزو قافلہ میرا
میں گردِ کارواں ہو کر چلا سوئے بیاباں ہوں

مثالِ شمع کافوری میں دل ہی دل میں جلتا ہوں
خدا نے نور کی چادر جو دی ہے اس پہ نازاں ہوں

نہ سمجھے کوئی یا سمجھے مجھے پروا نہیں مطلق
میں سب کو برملا کہتا ہوں میں تفسیرِ قرآں ہوں

مجھے فی احسن تقویم خالق نے بنایا ہے
میں کُل مخلوق سے بڑھیا ہوں بے قدری سے نالاں ہوں

مرے اعمال ہی میری شرافت کی شہادت ہیں
میں صادق ہوں میں صادق ہوں لئے صدق اور ایماں ہوں

اگر میں چُوک بھی جاؤں تو اس میں کیا تعجب ہے
کہ میں تو روزِ اول ہی سے پُر از سہو نسیاں ہوں

مری بھی لغزشیں ہیں یہ بھی ہیں قابلِ معافی کے
فرشتہ تو نہیں میں ہوں بھی آخر ایک انساں ہوں

چساں کم گردد اے خالق تو دادی اضطرابِ دل
کنم ہر دم مطالعہ گو نہ فہم کتابِ دل

تیری کیا کہنے ہیں مذہب کہ لاکھوں خون کروائے
تیری پاپوش سے گر زہرہ دنیا بھر کا پھٹ جائے

تو ہے دھوکے کی ٹٹی آڑ میں تیری اخوت کے
نہیں دانا سے بھی دانا نکلنے دام سے پائے

بپا ہوتے ہیں اپنا پیچ پردہ میں کئی محشر
مثالِ نفخ صور آواز جب تیری کبھی آئے

جگر میری کو کھاتی ہیں یہ فرقہ سازیاں تیری
کہاں تک دل مرا تاب اس تیری انداز کی لائے

اگر میری سُنے کوئی تو مذہب ہے محبت کو
ہزاروں درجہ بہتر جانے ورنہ خود ہی پچھتائے

اصول اسلام کا بھی یہ ہے ہر مذہب کے لوگوں کو
سلوکِ آشتی ہر اک مسلماں اپنا دکھلائے

نہ ہو گا کاربند اس پر مسلماں ہو کے گر کوئی
تو اپنی نامسلمانی سے وہ کیونکر نہ شرمائے

تیرے قرباں مذاہب تو چھوڑ اپنی ذراہٹ کو
تری ہٹ دھرمی مجھ کو کسلئے نہ خوں رُلوائے

قضا کرد است باری بہرِ من چوں لجۂ الفت
غریقِ بحرِ مذہب چوں شوم من چوں کشم زحمت

خدا ہی بھیجے تجھ سے فرقہ بندی تو بھی زحمت ہے
میری نظروں میں عالم کیلئے تو ایک آفت ہے

ترے دوارکے ہیں جا تری بغض و حسد والے
نہیں آتی تیری مندر میں بھوسے بھی الفت ہے

اری او روسیہ تو کس بنا پر جلتی رہتی ہے
تو مر جا رو ئے ہستی سی مجھے تو تجھ سے نفرت ہے

تیرے ہاتھوں سے کیا ہندوستاں کو چھوڑ ہی جاؤں
کہاں جاؤں کہ ہندوستان ہے مجھ کو محبت ہے

کہاں جاؤں کہاں جاؤں تو ہی بتلا کہاں جاؤں
تو ہی مر جا اری کمبخت تو دنیا کی شامت ہے

کیا ہی فرقہ سازی تونے میرے ملک کو غارت
سدا ہی سی تیری غارتگری کی ہائے عادت ہے

محبت کی بنا پر دام تو اپنے بچھاتی ہے
محبت کی مگر جڑ کاٹتی تو در حقیقت ہے

تعصب ناز و نعمت سے تیری گہوارہ کے اندر
ہمیشہ پل رہا ہے کیا ہی تیری لیاقت ہے

کبھی دل میں ترے خوف خدا آتا ہی ہے سچ بتلا
ہوئی تجھکو کبھی دنیا میں ڈکھتوں کی چاہت ہے؟

میں تجھ سی ہار کر روتا ہوں اک کونے میں بیٹھا ہوں
تو کیا جانے کہ مجھ پر کس بلا کی اب مصیبت ہے

خداوندا ز بند غم رہا کن بندۂ خود را
مرا تو دور دار از فرقہ بندی ہائے ایں دنیا

ضمیمہ نمبر ۱۰

رپورٹ استقبالیہ کمیٹی جلسہ منعقدہ ۲۵ اپریل ۱۹۱۲ء

کانفرنس کے سالانہ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی مرتب کی گئی۔ جس کے صدر حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولوی خواجہ فیروز الدین صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا مقرر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے تھوڑے عرصہ کے بعد بوجہ مصروفیت کاروبار خود سکرٹری کے عہدہ سے استعفا پیش کیا۔ اور خاکسار کو علاوہ سنٹرل سٹینڈنگ کے سکرٹری کے فرائض ادا کرنے کے یہ کام اپنے ذمے لینا پڑا۔

استقبالیہ کمیٹی کے متعدد جلسے محمڈن ہال میں منعقد ہوتے رہے اور ان میں سالانہ جلسہ کے انتظام اور فراہمی چندہ کے متعلق بہت سی تجاویز پاس ہوتی رہیں

مندرجہ ذیل اصحاب نے جلسہ کو کامیاب بنانے اور فراہمی چندہ میں ہر طرح سے مدد دی
جس کے لئے قوم ان کی شکرگذار ہے ۔ ولشاد کمیٹی موچی دروازہ ۔ میاں سمند خاں صاحب
قریشی احمد الدین صاحب ۔ میاں جان محمد صاحب سوداگر بوٹ ۔ حاجی شمس الدین صاحب
حاجی شہاب الدین صاحب ۔ چوہدری احمد الدین صاحب ۔ معراج الدین و قمر الدین
صاحبان پہلوانان ۔ شیخ علی محمد و خواجہ الہ بخش صاحبان خضری دروازہ ۔ ڈاکٹر میر
ہدایت اللہ صاحب سینئر اسسٹنٹ سرجن ۔ میاں حسین بخش صاحب قادری مستری
سراج الدین صاحب ۔ منشی فضل الدین صاحب سوداگر گلٹ ۔ میاں عبد الغفار
صاحب ۔ داروغہ نبی بخش صاحب ۔ منشی غلام غوث صاحب ۔ داروغہ عمر الدین
صاحب ۔ بابو غلام محمد صاحب امرتسری ۔

چندہ کی تحریک اور فراہمی کے لئے جو وفد وقتاً فوقتاً شہر میں پھرتا رہا
اس میں حسب ذیل ممبر تھے ۔ حاجی شمس الدین صاحب ۔ ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب
بابو غلام محمد صاحب ۔ منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور ۔ سید
محسن شاہ صاحب سکرٹری ۔

آمد چندہ کی مفصل رپورٹ اسی روئداد میں ضمیمہ ٧٩ میں درج ہے ۔ انتظام
جلسہ میں مندرجہ ذیل اصحاب نے مدد دی ۔ اور مہمانوں کی خاطر تواضع میں اپنا
قیمتی وقت صرف فرمایا ۔ بابو عبد القادر صاحب ۔ خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب
بابو محمد حیات صاحب ۔ میاں محمد الدین صاحب ۔ ملک قادر بخش صاحب گورنمنٹ
پنشنر ۔ مسٹر نذیر الدین صاحب کلرک ہائیکورٹ ۔ مسٹر نذیر احمد صاحب ۔ خواجہ
صدر الدین صاحب اکونٹس آفس ۔ شیخ غلام غوث صاحب ۔

مندرجہ ذیل اصحاب نے مہمانوں کے استقبال اور ان کو جائے قیام پر پہنچانے
میں خاص حصہ لیا ۔ اور بطور والنٹیر ہر کام میں مدد دیتے رہے ۔ خواجہ فضل الٰہی
صاحب سائیکل مرچنٹ لاہور ۔ برخوردار نذیر احمد صاحب ۔ میاں فضل الٰہی صاحب
منیجر سوڈا واٹر فیکٹری لاہور ۔ مولوی محمد الدین صاحب بی ۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ

ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ۔ ماسٹر غلام قادر صاحب ڈرل ماسٹر اسلامیہ مڈل سکول مسٹر غلام محی الدین صاحب کلرک پولیس ڈی۔ آئی۔ جی۔ میاں ذکاء اللہ صاحب بٹ کلرک بسے موٹر سائیکل ایجنسی لاہور۔ میاں محمد شریف صاحب دہلی دروازہ۔ شیخ عبد الکریم صاحب کلرک ہائیکورٹ۔ مسٹر محمد رفیق احمد صاحب خلف منشی غلام حسین صاحب مجسٹریٹ درجہ اول شیخوپورہ +

ریلوے سٹیشن پر علاوہ سٹیشن سپرنٹنڈنٹ اور سٹیشن سٹاف کے جن کی مہربانی اور نوازش اور حسن سلوک کے ہم نہایت ممنون ہیں۔ مندرجہ ذیل ہمارے قومی بھائیوں نے اپنے قومی مہمانوں کو ہر قسم کی سہولت اور آسایش بہم پہنچائی:-

میاں محمد انور صاحب سب انسپکٹر پولیس ریلوے سٹیشن لاہور۔ میاں مولا بخش صاحب۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب و میاں عبد الرحمٰن صاحب جمعداران قلی۔ یہ تمام بھائی کانفرنس کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

جلسہ گاہ کے لئے میونسپل کمیٹی لاہور کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے مزار حضرت شاہ محمد غوث رح کے اردگرد کے باغات جلسہ گاہ کے لئے عنایت کئے۔ کمیٹی کے بعض کارکن اصحاب کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہمیں ہر قسم کی مدد دی۔ منتظمین مزار حضرت شاہ محمد غوث رح کے بھی اراکین کانفرنس ممنون ہیں۔ جنہوں بارگاہ معلے کے چند کمرے مہمانوں کی خاطر اور کانفرنس کی دیگر ضرورتوں کے لئے فراخدلی کے ساتھ وقف کر دیئے۔ انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور نے محمڈن ہال کی بنچیں بغرض استعمال عنایت کیں۔ جن کے لئے اراکین انجمن کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے +

میاں کرم الدین صاحب ہیڈ کلرک انجمن حمایت اسلام اور مستری پیر بخش

ئے نہایت افسوس ہے۔ کہ ہماری برادری کا یہ ہونہار نوجوان ہیضہ میں مبتلا ہو کر اور صرف

صاحب نے جلسہ گاہ کو درست کرنے میں نمایاں مدد دی۔ رزولیوشنز جو ۲۵۔ اپریل کو پیش ہو کر پاس ہوتے رہے۔ ۲۵۔ اپریل کی رات کو مرتب ہوئے۔ چونکہ ۲۵ اپریل کو اتوار تھا۔ اس لئے بظاہر ان کے لکھے جانے اور چھپ سکنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ مگر اراکین کانفرنس منشی محمد الدین صاحب فوق کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے رات ہی رات رزولیوشنز لکھوائے۔ اور اتوار کو دس گیارہ بجے تک رزولیوشنز مطبع سے طبع ہو کر اہل جلسہ میں تقسیم بھی ہو گئے۔ اراکین کانفرنس میر امیر بخش صاحب مینیجر مطبع کریمی لاہور کے بھی شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے محض کانفرنس کے تھوڑے سے کام کی خاطر اتوار کو بھی اپنا مطبع جاری رکھا۔ استقبالیہ کمیٹی نے کانفرنس کا نانواں سالانہ جلسہ کامیاب بنانے کے لئے جو چٹھی برادران قوم کی خدمت میں ارسال کی۔ اور کیفیت انتظام جلسہ کے متعلق جو اشتہارات شائع کئے۔ اور دونوں دنوں کا جو پروگرام مختلف سائز پر چھپوایا گیا۔ ان کی نقول ذیل میں درج ہیں۔

ازدفتر استقبالیہ کمیٹی مُسلم کشمیری کانفرنس لاہور

جناب مکرم و معظم بندہ

السلام علیکم

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا نواں سالانہ اجلاس لاہور میں بتاریخہائے ۲۴ و ۲۵۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء یعنی بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ لہذا جناب سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ براہ کرم کانفرنس میں شمولیت فرما کر جمیع کشمیری جماعت کو رہین احسان کریں۔ ممبران و وزیٹران کانفرنس کے خورد و نوش اور دیگر راحت و آسائش کا مناسب بندوبست کیا گیا ہے۔

اُمید ہے۔ کہ آپ اپنے ارادے سے جلد مطلع فرمائینگے (علیحدہ پروگرام اس عریضہ

کے ساتھ ملفوف خدمت ہے۔ بستر وغیرہ ہمراہ لانا ضروری ہے۔

نوٹ:۔ صاحب صدر جلسہ کلکتہ میل میں بروز ہفتہ بتاریخ ۲۴۔ اپریل سنہ ۲۶ء بوقت ۱۲۔ بجے دوپہر امرتسر سے تشریف لائینگے۔ امید ہے۔ کہ آپ استقبال کے لئے اسٹیشن پر ضرور تشریف فرما ہونگے۔ مورخہ ۲۰۔ اپریل

المکلف:۔ سید محسن شاہ بی۔اے۔ ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ۔ لاہور۔
سکرٹری استقبالیہ کمیٹی مسلم کشمیری کانفرنس لاہور۔

کیفیتِ انتظام

استقبالِ مہمانان۔ مہمانوں کا استقبال ریلوے سٹیشن پر ہوگا۔ جہاں استقبالی کمیٹی کے ممبران اور والنٹیر موجود ہونگے۔ جو مہمانوں کو گاڑی سے اترنے اور اُن کو قیامگاہ تک پہنچانے میں مدد دینگے۔ استقبالی کمیٹی کے ممبران اور والنٹیرز کا نوٹس کے نشان سے شناخت کئے جا سکیں گے۔

قیامگاہ۔ مہمانوں کے قیام کا مختلف مقامات میں انتظام کیا گیا ہے جہاں چارپائیوں اور روشنی وغیرہ کا بندوبست ہوگا۔

طعام۔ ایام جلسہ میں مہمانوں کو برادری لاہور کی طرف سے دیا جائیگا۔ ۲۴ کی رات کو اور ۲۵۔ کی دوپہر اور رات کو کھانا ملیگا۔ ٹکٹ جلسہ گاہ کے متصل ملینگے اور ڈائننگ ہال کے دروازہ پر واپس لئے جائینگے

جلسہ گاہ۔ جس کا مفصل پروگرام شامل ہے۔ اور انکوائری آفس سے بھی پتہ مل سکیگا۔ جلسہ مزار حضرت شاہ محمد غوثؒ کے قریب باغات میونسپل کمیٹی بیرون اکبری دروازہ ہوگا۔

مسجد۔ جلسہ گاہ کے قریب مسجد موجود ہے۔ جہاں وضو وغیرہ کا انتظام مکمل ہوگا۔

ریڈنگ روم و ڈاک خانہ۔ جلسہ گاہ کے متصل ریڈنگ روم ڈاک خانہ

بھی ہوگا ۔

شفاخانہ - مہمانوں کے لئے ڈاکٹر اور حکیم کا بھی متصل جلسہ گاہ انتظام کیا جائے گا ۔

انکوائری آفس - جلسہ گاہ کے قریب انکوائری آفس قائم کیا جائیگا - اسی جگہ جلسہ اور اس کے انتظام کے متعلق ہر قسم کی اطلاع مل سکیگی - اور سرکاری ڈاکخانہ سے ڈاک اسی خیمہ میں آویگی - جہاں سے مہمان اپنے خطوط لے سکینگے ۔

پروگرام

یوم شنبہ ۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

پہلا اجلاس ۲ ۱/۲ بجے سے ۵ ۱/۲ شام تک

زیر صدارت عالیجناب میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر رئیس اعظم امرتسر

۲ ۱/۲ بجے سے ۲-۳۵ تک تلاوت قرآن کریم

۲-۳۵ بجے سے ۲-۴۵ تک نعت شریف از محمد صدیق صاحب

۲-۴۵ سے ۳ بجے تک خطبۂ صدارت استقبالیہ کمیٹی از حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

۳ بجے سے ۳-۱۰ تک تحریک صدارت

۳-۱۰ سے ۳-۴۰ تک خطبۂ صدارت از عالیجناب میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر و رئیس اعظم امرتسر

۳-۴۰ بجے سے ۳-۵۵ تک سپیچ سکرٹری کشمیری کانفرنس از سید محسن شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ لاہور

۳-۵۵ بجے سے ۴-۱۰ تک نظم از حکیم مرزا اللہ یار صاحب جوگی - قومی شاعر

۴-۱۰ سے ۴-۲۵ تک تقریر خواجہ عبدالرحمن صاحب غازی - بی - اے لائلپور

۴-۲۵ سے ۴-۳۵ تک تقریر ماسٹر نتھو خانصاحب قومی پیغام رساں کلر سیداں ضلع راولپنڈی

۴-۳۵ سے ۵ بجے تک تقریر پیرزادہ ولی اللہ صاحب مخدومی ایڈیٹر اخبار انتخاب گوجرانوالہ

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش
اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

۵ بجے سے ۵ ۱/۲ بجے تک تقریر منشی محمد عظیم صاحب ہیڈ کلرک ملتان چھاؤنی "جنگ اور کشمیری مسلمان"

دوسرا اجلاس ۶ بجے سے ۷ بجے تک

۶ بجے سے ۶½ بجے تک تقریر سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور

۶½ بجے سے ۷ بجے تک نظم۔ منشی نذر محمد صاحب بی اے سابق اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس

۶½ سے ۶¾ بجے تک رپورٹ میاں حسام الدین صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن کشمیری مسلمانان امرتسر

مجلس شوریٰ ۹ بجے شب سے۔ برائے بحث مسودہ۔ تجاویز و دیگر امورات کانفرنس

نماز مغرب و طعام ۹ بجے تک

یوم یکشنبہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۲۰ء

پہلا اجلاس ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک

۸ بجے سے ۸¼ بجے تک تلاوت قرآن کریم و نعت شریف

۸¼ سے ۸½ بجے تک تقریر خواجہ غلام یٰسین صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا۔ امرتسر

۸½ سے ۹ بجے تک رزولیوشنز

۹ سے ۹½ بجے تک وعظ مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری "کشمیری ریفارم سکیم اور اس کی تکمیل"

۹½ سے ۹¾ بجے تک تقریر خواجہ فیروزالدین احمد صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

۹¾ سے ۱۰ بجے تک نظم ابوالمعانی منشی تاج الدین احمد صاحب تاج۔ ایڈیٹر اخبار ہنٹر لاہور

۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک رزولیوشنز

۱۰½ بجے سے ۱۱ بجے تک تقریر شیخ دین محمد صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ

۱۱ بجے سے ۱۱½ بجے تک وعظ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

دوسرا اجلاس ۱½ بجے سے ۵½ بجے شام تک

۲½ بجے سے ۳ بجے تک تقریر پروفیسر مظفر الدین احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایس۔ سی اسلامیہ کالج لاہور

۳ بجے سے ۳¼ بجے تک نظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق۔ امرتسری

۳¼ سے ۳¾ بجے تک۔ رزولیوشنز

۳¾ سے ۴¼ بجے تک مولوی سید عطاء اللہ شاہ صاحب۔ امرتسری

۴¼ سے ۴½ بجے تک نظم میر کرامت اللہ صاحب میر امرتسری

۴½ سے ۵ بجے تک رزولیوشنز

۵ سے ۵¼ تک تقریر مرزا قطب الدین صاحب وکیل راولپنڈی

۵¼ سے ۵½ تک تقریر میر مقبول محمود صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل امرتسر

۱۲ بجے سے ۲/۱ ۲ بجے تک طعام و نماز ظہر وغیرہ | ۲/۱ ۵ سے ۶ بجے تک نماز عصر

تیسرا اجلاس ۶ بجے سے ۲/۱ ۷ بجے تک

۶ بجے سے ۴/۱ ۶ بجے تک تقریر مسٹر بدرالدین احمد صاحب قریشی بیرسٹرایٹ لاء

۴/۱ ۶ سے ۲/۱ ۶ بجے تک تقریر پیر تاج الدین صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور

۲/۱ ۶ سے ۷ بجے تک تقریر ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بی۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹرایٹ لاء امرتسر

۷ بجے سے ۴/۱ ۷ بجے تک تقریر خواجہ محمد کریم الہی صاحب بی۔ اے وکیل سیالکوٹ

۴/۱ ۷ بجے سے ۲/۱ ۷ تک نظم منشی غلام محمد صاحب خادم۔ زمیندار سوپور کشمیر۔ مالک موضع کوٹ غلام محمد پنجاب

بقیہ رزولیوشنز و دعائے خیر

نوٹ:۔ صاحب صدر جلسہ ۲۴۔ اپریل بروز ہفتہ کلکتہ میل سے ۱۲ بجے دوپہر امرتسر سے تشریف لاوینگے۔ ممبران استقبالیہ کمیٹی موجود رہیں۔

سید محسن شاہ بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ لاہور آنریری جنرل سکرٹری سنٹرل اسٹنڈنگ کمیٹی مسلم کشمیری کانفرنس لاہور

ضمیمہ (الف)

حساب آمد استقبالیہ کمیٹی اجلاس نہم آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

از مارچ ۱۹۱۹ء تا اپریل ۱۹۲۰ء

تاریخ	نام چندہ دہندگان	رقم			مد	کیفیت	
۱۹۱۹ء ۲۶ مارچ	ڈاکٹر میاں محمد صدیق صاحب پنشنر کوچہ کندیگراں لاہور	۰	۰	مخدوعوت		رسید ۱/	معرفت میاں جان محمد صاحب
"	منشی محمد الدین صاحب کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور	۰	۰	صہ	۶	۲	
"	میاں حاجی محمد صاحب کوچہ کندیگراں "	۰	۰	صہ	۶	۳	
"	میاں [illegible] صاحب [illegible] تاجر [illegible] انارکلی	[illegible]	[illegible]	صہ	[illegible]	۴	

تاریخ	نام چندہ دہندگان		رقم			مد	کیفیت
۱۹۱۹ء ۲۹ مارچ	بیوہ منشی پیر بخش صاحب مرحوم اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس چوک نواب صاحب	لاہور	۰	۰	حہ/	دعوت کا لفر...	رسید ۵
״	دختر ״ ״ ״ ״ ״ ״	״	۰	۰	صہ/	״	۶
״	میاں بابا مستانا سائیں صاحب کوچہ تجاہم	״	۰	۰	عہ/	״	۷
״	بابا جمال پان فروش	״	۰	۲	۰	״	۸
״	میاں محمد رمضان صاحب روغن فروش	״	۰	۰	عہ/	״	۹
״	بابو عمر الدین صاحب داروغہ دفتر کنٹرولر ملٹری	״	۰	۰	عا/	״	۱۰
״	چوہدری محمد رمضان صاحب کبابی	״	۰	۰	عہ/	״	۱۱
״	میاں عبدالغنی صاحب ٹین ساز	״	۰	۰	عہ/	״	۱۲
״	سید مصطفیٰ شاہ صاحب سب پوسٹ ماسٹر	״	۰	۰	عہ/	״	۱۳
״	میاں احمد بخش صاحب جمعدار بگو باغیچی صمدو	״	۰	۰	عا/	״	۱۴
״	بابا حویا صاحب پہلوان	״	۰	۰	سے/	״	۱۵
״	مستری مہر بخش صاحب گاشو	״	۰	۰	سے/	״	۱۶
״	میاں قادر صاحب مستری ״	״	۰	۰	عہ/	״	۱۷
״	میاں رمضان صاحب قلعی گر	״	۰	۸	۳	״	۱۸
״	میاں محمد عظیم صاحب دہوسہ باف	״	۰	۰	عہ/	״	۱۹
״	میاں ڈگا صاحب بوچڑ	״	۰	۰	عہ/	״	۲۰
״	میاں گاماں صاحب بوچڑ	״	۰	۰	عہ/	״	۲۱
״	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب ٹرننگ اسسٹنٹ کوچہ چوگان	لاہور	۰	۰	عہ/	״	۲۲
״	میاں دینا ولد میاں رمضان کھجور گلی	لاہور	۰	۰	عہ/	״	۲۳
״	میاں عمرا ہوکر صاحب ״	״	۰	۰	عہ/	״	۲۴
״	میاں عبدالرحمان صاحب ״	״	۰	۰	سے/	״	۲۵
	میاں محمد صدیق صاحب ״	״	۰	۰	عا/	״	۲۶

معرفت میاں احمد الدین صاحب قریشی چوک نواب صاحب

صحت نامہ وازدیاد نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۵	۷	آرٹ آفس	آڈٹ آفس
۳۸	۱	ہائیکورٹ کے ایسوسی ایشن	ہائیکورٹ کی بار ایسوسی ایشن
"	۵	کانفرنس ہذا کی خدمت میں تھی	اور دوسری آلائینس بنک کے مینیجر کے نام
۴۲	۱۰	ممبران وکالت کمیٹی	ممبران وظائف کمیٹی
۴۳	۲۱	میونسپل کمشنر	میونسپل کمشنر امرتسر
۶۶	۷	ندرونی	اندرونی
"	۸	انٹرمنٹ	انٹرسٹ
۷۲	۱۵	مولوی خواجہ فیروزالدین صاحب	سیکرٹری خواجہ فیروزالدین صاحب

تفصیل گذشتہ اجلاس کانفرنس

سنہ	قیام	پریزیڈنٹ
سنہ ۱۹۱۱ء	لاہور	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ورئیس اعظم امرتسر
سنہ ۱۹۱۲ء	امرتسر	آنریبل خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب ممبر آف لیجسلیٹو کونسل پنجاب ۔
سنہ ۱۹۱۳ء	گوجرانوالہ	نواب سربلند جنگ بہادر حاجی مولوی حمید اللہ خاں صاحب ایم ۔ اے بیرسٹرایٹ لاالہ آباد سابق چیف جسٹس حیدرآباد دکن ۔
سنہ ۱۹۱۴ء	سیالکوٹ	جناب خان بہادر نواب خواجہ محمد اعظم خانصاحب رئیس اعظم ڈھاکہ ۔
سنہ ۱۹۱۵ء	گجرات	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رئیس اعظم امرتسر
سنہ ۱۹۱۶ء	جہلم	جناب خان بہادر خواجہ الٰہ بخش صاحب پنشنر اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ ۔ لاہور ۔
سنہ ۱۹۱۸ء	راولپنڈی	جناب نواب سربلند جنگ بہادر حاجی مولوی حمید اللہ خانصاحب ایم ۔ اے بیرسٹرایٹ لاء الہ آباد سابق چیف جسٹس حیدرآباد دکن
سنہ ۱۹۲۰ء	لاہور	عالیجناب میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم ۔ امرتسر ۔

اطلاع ضروری

(۱)

جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور ہونی چاہیئے

(۲)

ترسیل زر بنام خواجہ غلام نبی صاحب فنانشل سکریٹری آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس لاہور ہونی چاہیئے

المطلع

سید محسن شاہ بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ
آنریری جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

لاہور